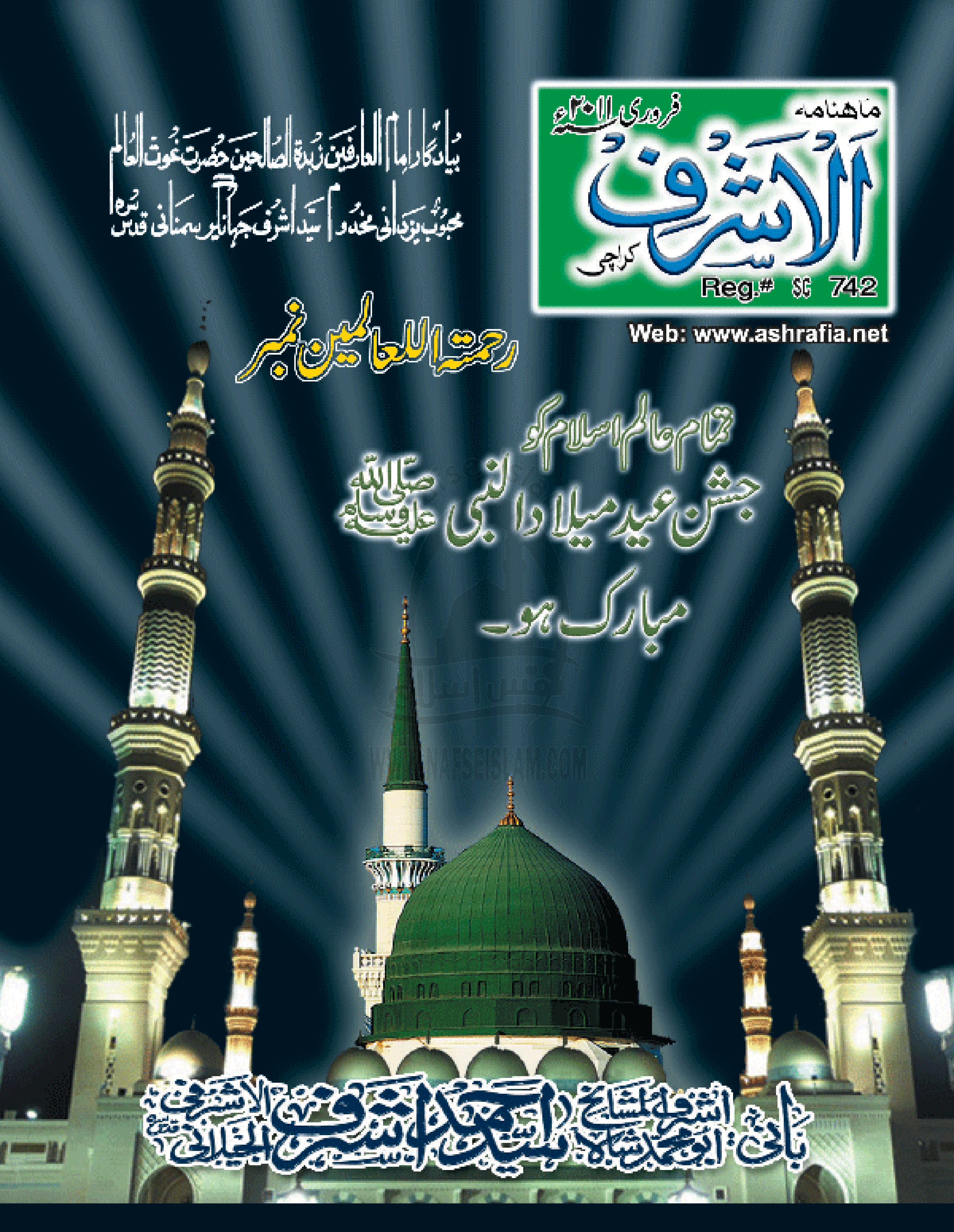
ماہنامہ
فروری ۲۰۱۱ء
الاشرف
کراچی
Reg.# SC 742
Web: www.ashrafia.net
بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ
رحمۃ اللعالمین نمبر
تمام عالم اسلام کو
جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مبارک ہو۔
بانی: اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ مطابق فروری ۲۰۱۱ء جلد نمبر ۳۲ شمارہ نمبر ۲

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

روحانی سرپرست

شیخ ملت

حضرت ابوالمحمود سید محمد اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

بانی

اشرف المشائخ
حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف
الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز

ایڈیٹر

ڈاکٹر ابوالمکرم سید محمد اشرف جیلانی
سجادہ نغین
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی

قیمت =/30 روپے / سالانہ =/300 روپے

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم۔ تارک السلطنت محبوب یزدانی
حضرت مخدوم میر اوحدالدین۔ سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی
حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

نگراں انتظامی امور	سید اعراف اشرف جیلانی
مشاورت	سید مصطفےٰ اشرف جیلانی سید جمال اشرف جیلانی
پروف ریڈر	محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی
اکاؤنٹس	مہتاب احمد اشرفی
ٹائٹل اینڈ ڈیزائننگ	سید وقاص علی، کامران اشرفی جناب بلال اشرفی
سرکولیشن	محمد قدیر اشرفی

مقام اشاعت

درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد
فردوس کالونی، کراچی
پوسٹ بکس نمبر: 2424۔ کراچی 74600
فون نمبر: 36686493-36623664

رجسٹرڈ نمبر ایس ایس 742

پرنٹر و پبلشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

WWW.NAFSEISLAM.COM
نفس اسلام

اس شمارے میں

حمد و نعت	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی قدس سرہ، سید محمد قاسم حسین ہاشمی قدس سرہ	۴
آغاز گفتگو	ایڈیٹر	۵
درس قرآن	حضرت علامہ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی	۷
درس حدیث	حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ	۱۰
شجرہ نسب عالی ﷺ	انتخاب از مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی	۱۵
حیات طیبہ ﷺ ایک نظر میں	شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶
خوش نصیب والد	جناب مولوی محمود حسین صاحب	۱۸
خوش نصیب والدہ	حضرت مولانا فیوض الرحمٰن صاحب	۲۰
میلاد مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ ﷺ	حضرت علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب	۲۳
سیرت رسول عربی ﷺ	حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ	۲۶
ایمان بالرسول ﷺ کا تقاضا	مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب	۲۹
معمولات مصطفیٰ ﷺ	حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب	۳۲
مقدس رسول ﷺ کی بین الاقوامی حیثیت	حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸
رحمۃ العالمین ﷺ	حضرت علامہ عارف اللہ شاہ قادری اشرفی	۴۳
والی کونین ﷺ کا طریقہ سفر	جناب حافظ محمد یونس چشتی صاحب	۴۷

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

سیاح لامکاں کا سفر لامکاں	حضرت ابن بشیر دہلوی مدظلہ العالی	۵۰
نبی آخر زماں ﷺ بحیثیت شوہر	جناب حکیم محمد سعید دہلوی مرحوم	۵۲
ازواج مطہرات	حضرت عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	۵۷
رسول اللہ ﷺ کی بچوں سے محبت	جناب محمد خضر حیات صاحب	۵۹
متعلقین رسالت ﷺ	فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی	۶۱
معالج انسانیت ﷺ	جناب حکیم رشید احمد صاحب	۶۵
صحابہ کا عشق رسول ﷺ	جناب محمد انور صاحب قادری	۶۹
ختم الرسل ﷺ کا وصال مبارک	مفتی کفایت احمد رتوی صاحب	۷۰
وظائف اشرفیہ	حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ	۷۳
راہ طریقت	حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ	۷۸
عرفان شریعت	مفتی الاشرف	۸۱
کیا آپ جانتے ہیں؟	ادارہ	۸۳
الاشرف نیوز	سید صابر اشرف جیلانی مدظلہ العالی	۸۴
صلوٰۃ وسلام	اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی اشرفی میاں قدس سرہ	۸۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

حمد باری تعالیٰ

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمتہ اللہ علیہ

اے مرے معبود حق! اے کردگار
سارے عالم کا تو ہے پروردگار

فضل سے تیرے ہی اے رب کریم
گلشن ہستی کی ہے ساری بہار

کر دیا مجھ کو غلام مصطفیٰ ﷺ
ہو گیا میں دو جہاں کا تاجدار

بخش دے یارب خطائیں سب مری
تو ہے غفار اور میں عصیاں شعار

تیری رحمت پر بھروسا ہے مجھے
فضل کا تیرے ہوں میں امیدوار

خاک پائے مصطفیٰ ﷺ ہے اعظمیؔ
حشر میں یا رب نہ ہو یہ شرمسار

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

نعت رسول مقبول ﷺ

سید محمد قاسم حسین ہاشمی قدس سرہ

وہ سرکار نور خدا بن کے آئے
شہنشاہِ ارض وسما بن کے آئے

زمانے کے حاجت روا بن کے آئے
دو عالم کے عقدہ کشا بن کے آئے

گناہوں کا یوں سب کے پردا ڈھکا ہے
کہ وہ رحمتِ دو سرا بن کے آئے

ہوا نور پہلے ظہور اس کا آخر
وہی ابتداء انتہا بن کے آئے

کلیم اللہ کوئی ہے روح اللہ کوئی
محمد حبیبِ خدا بن کے آئے

ترے سامنے حشر کے دن یہ قاسمؔ
ترے در کا سچا گدا بن کے آئے

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

آغاز گفتگو

جشن عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو

قارئین کرام! جشن عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو۔ الاشرف کا رحمۃ عالمین ﷺ نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے اس ماہ سیرت سے متعلق بہترین معلومات سے مزین اکابرین امت کے مضامین آپ ملاحظہ فرمائینگے ۔ اس شمارے میں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے لیکر وصال تک سیرت النبی کا اجمالی جائزہ لیا گیا۔ شجرہ نسب عالی بھی ابتداء میں ملاحظہ فرمائینگے۔

برادران اسلام ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کی سیرت مکمل محفوظ ہے آج صرف مسلمان اپنے نبی ﷺ کے بارے میں یہ دعوی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی نبی کے پیروکار کے پاس ان کی مصدقہ سیرت محفوظ نہیں۔

ہم یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ ہمیں ان کی جائے پیدائش کا علم ہے۔ ان کی دائی کا نام حلیمہ سعدیہ تھا ان کے والد کون تھے۔ والدہ کون تھیں ۔ یہ دونوں کس قبیلے سے متعلق تھے۔

ہمارے نبی ﷺ کی نشست برخاست کیسی تھی ۔ وہ کس طرح چلتے پھرتے تھے۔ کس طرح گفتگو فرمایا کرتے ہیں۔ کس طرح کا لباس زیب تن فرماتے تھے ان کی مسکراہٹ کیسی لاجواب تھی وہ کتنے باحیاء تھے۔

ان کی ازواجی زندگی کیسی تھی ان کی مجاہدانہ زندگی کیسی تھی وہ عبادت کس طرح فرماتے تھے۔ ارے ان کی مقدس سیرت کا وہ کونسا گوشہ ہے جو چھپا ہوا ہے اور اس سے استفادہ نہ کیا جا سکتا ہو۔ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے محفوظ کر لیا اور تابعین کو منتقل کر دیا تابعین نے تبع تابعین کو منتقل کر دیا۔ اس طرح آج لاکھوں احادیث مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں۔

”تمام مذاہب کو دعوت اسلام“

ہم دو نکتوں پر تمام مذاہب کو دعوت اسلام دیتے ہیں۔

۱۔ اپنے مذہب کے ماننے والے اپنے نبی یا مذہبی رہنما (جن کی وہ تقلید کرتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں یا ان کو نبی مانتے ہیں) کی مکمل سیرت پیش کریں۔

جس میں ان کی سیرت کا ہر گوشہ بچپن سے وصال تک موجود ہو۔

۲۔ اُس مذہب کی مذہبی کتاب (خواہ الہامی ہو یا غیر الہامی) کی حقانیت کو ثابت کریں۔

ان دو نکتوں پر تمام مذاہب سوائے اسلام کے خاموش ہیں اس وقت روئے زمین پر اگر کوئی مذہب قابل عمل ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔

کیونکہ اس مذہب کے ماننے والوں کے پاس اپنے نبی

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ کی مکمل سیرت بھی محفوظ ہے اور مذہبی کتاب قرآن بھی محفوظ ہے۔

برادران اسلام:

تم احساس کمتری کا شکار مت ہو تم وہ واحد قوم ہو جس کے پاس نبی کریم ﷺ کی سیرت اور نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن موجود ہے اور اس چیلنج کے ساتھ کہ "اس میں کوئی شک نہیں (البقرہ)

اگر تمہیں شک ہے تو اس جیسی سورۃ ہی بنا کر لے آؤ۔ (البقرۃ)

کسی دین پر عمل کے لئے درج بالا دونوں باتوں کا ہونا ضروری ہے اور دونوں صرف مسلمانوں تمہارے پاس ہے۔

تمام مذاہب کے پیروکار اس بنیاد پر حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں اور قابل عمل دین پر عمل کریں۔ ہم نے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ موتی جمع کر کے یہ تسبیح تیار کی ہے واللہ صرف اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کی خوشنودی مقصود ہے۔ اکابرین کے مضمون آپ کے لیے یقیناً مفید ثابت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ الاشرف کے سیرت رحمۃ اللعالمین نمبر کو قبول فرمائے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں شرف قبولیت حاصل ہو جائے اور مقبول عام بنائے۔

امریکی پوپ کے قرآن کے بارے میں نازیبا کلمات:

گذشتہ دونوں اخبارات کے ذریعے امریکن پوپ نے قرآن کو معاذ اللہ دہشت گردی کی تعلیم دینے والی کتاب قرار دیا اور اس پر مقدمہ اور معاذ اللہ جلانے کا کہا۔

دراصل اس قسم کی باتیں ان کے اندر کے احساس کمتری کو ظاہر کرتی ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس ایسی کوئی کتاب موجود نہیں ہے جو قابل عمل ہو۔ جہاں تک جلانے کا تعلق ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کاغذوں کے صفحات کا نام ہے۔ جسے جلا کر معاذ اللہ ختم کیا جاسکتا ہے۔

مسلمان ان پر واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور کلام تو متکلم کی صفت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہیگا اور ان شاء اللہ قرآن بھی باقی رہیگا کیا قرآن دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے؟

۱۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر بمباری کرنیوالے کیا قرآن کے پیروکار تھے؟

۲۔ فلسطین کے نہتے مسلمانوں پر ظلم کرنیوالے کیا قرآن کے پیروکار ہیں؟

۳۔ افغانستان کے بے گناہ عوام جن میں بچے، عورتیں، بوڑھے شامل ہیں۔ ان پر بمباری کرنیوالے کیا قرآن کے پیروکار ہیں؟

۴۔ عراق پر بمباری کر کے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کرنیوالے قرآن کے پیروکار ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پہلے ان دہشت گردوں کے بارے میں فیصلہ کریں۔ یہ تمام تو قرآن کے دشمن ہیں۔ ان کو دہشت گردی کی تعلیم کس نے دی؟

پہلے اپنے دامن کے دھبوں کو دیکھیں پھر قرآن کے بارے میں لب کشائی کریں۔

ایڈیٹر

WWW.NAFSEISLAM.COM

درس قرآن

علامہ مولانا حافظ مشیر احمد دہلوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بیشک تمہارے لئے نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو باہم صف آرا ہوئیں ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کررہی تھی

وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ

دوسری جماعت کافر تھی وہ کافر کھلی آنکھوں ان مسلمانوں کو اپنے سے دگنا دیکھ رہے تھے

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

اور اللہ تبارک وتعالیٰ قوت دیتا ہے اپنی مدد کے ساتھ جسے چاہے بیشک اس واقعہ میں عبرت ہے آنکھ والوں کیلئے

حل لغت۔ فِئَةٌ ،گروہ جماعت۔ اَلْتَقَتَا ، باہم متصادم ہونا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اللہ کی راہ میں۔ اُخْرٰى ، دوسری۔ رَاْيَ الْعَيْنِ کھلی آنکھوں سے۔ يُؤَيِّدُ ،قوت دیتا ہے۔ نَصْرِهٖ ، مدد کرنا۔ يَّشَآءُ ، جسے چاہتا ہے۔ اَبْصَارِ۔ ”بصر کی جمع“ نگاہیں۔

ترجمہ: تمہارے لئے عبرت کی نشانی تھی (واقعہ بدر میں) ان گروہوں میں جب وہ باہم متصادم ہوا ایک اللہ کی راہ میں جنگ کررہا تھا دوسرا گروہ کافروں کا تھا وہ مسلمانوں کو اپنے سے دگنا دیکھ رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تقویت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی مدد کے ساتھ اس میں اہل نظر کیلئے عبرت ہے۔

ربط آیت۔ آیت متصلہ میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ کفار عنقریب مغلوب کیے جائیں گے۔ یہود مدینہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت کے جواب میں یاوہ گوئی، بدکلامی اپنی شیخی جتاتے تھے کہ ہم سے مقابلہ ہوگا تو آپ کو علم ہوگا جنگ کیسے لڑی جاتی ہے۔ ہم ماہر جنگجو ہیں مشرکین مکہ اناڑی ہیں جب ہمارے مدمقابل ہوں گے تو پتہ چل جائیگا۔

جنگ بدر قرآن پاک کی پیشگوئی سَتُغْلَبُوْنَ کا نتیجہ اور دلیل ہے عقل انسانی حیران تھی مشرکین اور یہود دنیاوی مال ومتاع، افرادی قوت، فنون حرب سے آشنا کس طرح مسلمانوں سے مغلوب ہوجائیں گے جو دنیوی لحاظ سے ان خصوصیات سے محروم نہ سامان حرب، نہ افرادی قوت کی کثرت اٰيَةٌ فرما کر بتایا گیا کہ یہی تو مقام عبرت ہے دولت ثروت پر فتح ونصرت موقوف نہیں بلکہ عزت ذلت مشیت الٰہی پر موقوف ہے

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وہ جسے چاہے طاقت قوت عطا فرماتا ہے اور فتح ونصرت سے نوازتا ہے مسلمان دنیاوی مال دولت سے تو محروم تھے مگر دولت ایمانی، اللہ پر یقین اور توکل سے مالا مال

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

تھے۔ واقعہ بدر اس کی روشن دلیل ہے اور مشرکین کیلئے مقام عبرت ہے۔

جنگ بدر: جنگ بدر وہ جنگ ہے جس نے مشرکین کو ذلت و رسوائی اور شکست سے نہ صرف دوچار کیا بلکہ کفر و شرک کی کمر توڑ دی۔ جنگ بدر والے اپنی عظمت رحمت برکت روحانیت اتقاء تقدس جانثاری کے حامل افراد پر مشتمل تھے چشم فلک نے آج تک اتنا پاکیزہ اتنا رفعت شان کا حامل لشکر نہیں دیکھا ہوگا جس کے شرکاء صحابہ کرام ہوں اور سپہ سالار لشکر محبوب خدا ﷺ ہوں ان کے اور دشمنوں کے کردار و عمل میں کتنا تضاد تھا رات کس طرح بسر ہو رہی تھی کفار کا لشکر محو رقص و سرور تھا اور مسلمانوں کا لشکر بارگاہ ایزدی میں سربسجود تھا، کفار کا لشکر مدہوش شراب تھا۔ مسلمانوں کا لشکر مصروف دعا تھا۔ کفار کے لشکر کو اپنی کثرت اور ساز و سامان پر زعم تھا مسلمانوں کے لشکر کو اللہ پر بھروسہ تھا سب سے بڑا فرق یہ تھا کہ کفار کے لشکر کا سپہ سالار مغضوب خدا تھا اور مسلمانوں کے سپہ سالار لشکر محبوب خدا ﷺ تھے۔

جنگ بدر ۲ ھ میں ۱۷ رمضان المبارک کو بدر کے مقام پر لڑی گئی مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ نفوس قدسیہ پر مشتمل تھی جس میں ۷۷ مہاجر اور ۲۳۶ انصار تھے صرف ۷۰ اونٹ ۲ گھوڑے اور ۶ زرہیں تھیں۔ کفار کی تعداد ۹۵۰ تھی گھوڑے ۱۰۰ تھے ابو جہل ابوسفیان ان کی قیادت کر رہے تھے۔ اونٹوں کی تعداد ۷۰۰ تھی تمام گھوڑ اسوار زرہ پوش تھے پیادے بھی زرہ پوش تھے۔

مہاجرین کے علمبردار حضرت علی اور مصعب بن عمیر تھے۔ انصار کے علمبردار سعد بن عبادہ تھے۔ اتنے قلیل ساز و سامان حرب اور افراد کی تعداد بھی دشمن سے مقابلہ میں بہت کم مگر لشکر اسلام ایمان کی دولت سے مالا مال تھا۔ توکل علی اللہ انکا سامان حرب تھا باری تعالیٰ سے التجاء قلب نصرت تھی شوق شہادت ان کی تمنا تھی۔ شمع پروانہ رسالت ﷺ ان کا اعزاز تھا اس کیفیت کے ساتھ یہ لشکر میدان کارزار میں تھا سب سے زیادہ یہ ہے کہ خود نبی کریم ﷺ گڑگڑا کر بارگاہ ایزدی میں دست بدعا تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ دعا کر رہے تھے۔ اے باری تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرما اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت کی جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ کے لئے یہ دعا کافی ہے آپ باہر تشریف لائے۔

مسلم شریف کی روایت ہے جس کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رو بقبلہ تھے مسلسل مصروف دعا تھے یہاں تک آپ کے شانوں سے آپ کی چادر مبارک ڈھلک گئی آپ دعا فرما رہے تھے۔ اے پروردگار عالم تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ مجھ کو عطا فرما اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کے شانوں سے ڈھلکتی ہوئی آپ کی چادر مبارکہ کو پھر آپ کے شانوں پہ ڈال دیا اور آپ سے لپٹ گئے اور کہا اے اللہ کے نبی آپ کا رب عنقریب آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائیگا۔ غرض یہ کہ حق و باطل کا یہ معرکہ مسلمانوں کی فتح کفار کی شکست پہ ختم ہوا۔ ۷۰ سردار قریش مکہ مارے گئے اس میں بشمول ابوجہل دیگر بڑے بڑے سردار تھے اتنے ہی قید ہوگئے بقیہ نے فرار ہو کر جان بچائی مسلمانوں میں ۱۴ اصحاب

شہید ہوئے ۶ مہاجر ۸ انصار تھے اس طرح پروردگار عالم نے مسلمانوں کو فتح ونصرت سے نوازا۔

اس آیت مبارکہ میں اسی جنگ بدر کو فرمایا گیا۔تمہارے لئے عبرت ہے۔مسلمان کتنی قلیل تعداد میں اور بے سروسامان یعنی بہت کم سامان جنگ تم کثیر تعداد میں ہر طرح کے سامان جنگ سے لیس مگر پروردگار عالم نے مسلمانوں کو فتح ونصرت عطا فرمائی اس میں یہ بتایا جارہا ہے کہ کامیابی کا دارومدار صرف مادی طاقت وقوت میں نہیں بلکہ فتح ونصرت اللہ کی امداد کے ساتھ وابستہ ہے وہ جس کو چاہتا ہے سرفراز فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل وخوار کرتا ہے عزت وذلت کا وہ ہی مالک ہے۔کوئی طاقت وقوت اس کو روک نہیں سکتی خدا پر توکل سب سے بڑی کامیابی ہے اس لئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار۔بیشک اس میں بڑی عبرت ہے صاحب نظر لوگوں کیلئے غور وفکر نظر سے کام لو۔ پروردگار عالم کی طاقت وقوت ہر ہر ذرہ سے عیاں ہے۔ایک قلیل بے سروسامان جماعت کو ایک متحد جماعت پر فتح ونصرت عطا فرما اس چیز کی دلیل ہے کہ نعم المولیٰ ونعم النصیر اسی کی ذات ہے۔

فضائل شرکاء بدر:

اس آیت مبارکہ سے شرکاء بدر کی عظمت ان کی فضیلت بھی ثابت ہورہی ہے آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا جارہا ہے فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔وہ جماعت جو اللہ کی راہ میں تڑپ رہی تھی اللہ کی طرف سے ان کے عمل انکے اخلاص اور انکے ایمان کی بہت بڑی شہادت ہے۔

احادیث مبارکہ میں شرکاء بدر کی عظمت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ایک موقع پر نبی کریم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا پروردگار عالم نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا جو چاہے کرو تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی۔

بخاری شریف کی ایک حدیث مبارکہ ہے حضرت خالد بن رافع رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ یارسول اللہ آپ شرکاء بدر سے کو مرتبہ دیتے ہیں یعنی آپ کے خیال میں ان کا کیا مقام ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم ان کو مسلمانوں میں بہتر اور افضل کہتے ہیں یا آپ نے اسی قسم کا کوئی جواب دیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا بدر میں جو فرشتے حاضر ہوئے تھے۔ہم بھی ان کو ایسا ہی خیال کرتے ہیں وہ سب فرشتوں میں افضل اور بہتر ہیں۔

اصحاب شرکاء بدر کا نام لیکر دعا کرنا قبولیت دعا کیلئے مجرب ہے شرکاء بدر کی فضیلت کا ذکر آگیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدر کے اسماء کے بارے میں ذکر کردیں۔ بزرگان دین مشائخ عظام اہل طریقت کے معمولات میں سے ہے اسماء گرامی شرکاء بدر کا ورد کرکہ وہ دعا کرتے تھے بارگاہ ایزدی میں اس طرح دعا کرنا ان کے معمولات میں تھا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے اسماء اہل بدر کو اپنی کتابوں میں مستقلاً جمع فرمایا ہے اور قبولیت دعا کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

درس حدیث

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَیْتُ حَآئِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَآئِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَانُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَیْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ هٰذَا الْحَآئِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَآءِ النَّاسُ وَرَآئِیْ فَقَالَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَیْنِ فَمَنْ لَقِیَكَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَآئِطِ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِیْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ بِهِمَا مَنْ لَقِیْتُ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَآءِ وَرَكِبَنِیْ عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰی اَثَرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قُلْتُ لَقِیْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ بِهٖ فَضَرَبَ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَیْرَةَ بِنَعْلَیْكَ مَنْ لَقِیَ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَیْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَیْهَا فَخَلِّهِمْ یَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت ہے (۱) حضرت ابو ہریرہ سے آپ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے آس پاس بیٹھے تھے۔ ہمارے ساتھ (۲) ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے کہ اچانک ہمارے درمیان سے حضور ﷺ اٹھ گئے واپسی میں دیر لگ گئی ہم ڈر گئے کہ مبادا (۳) حضور کو ہماری غیر حاضری میں کوئی ایذا پہنچے ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے گھبرانے والا پہلا میں تھا میں حضور ﷺ کو ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوا۔ (۴) یہاں تک کہ انصار بنی نجار کے ایک باغ میں پہنچا باغ کے ارد گرد گھوما کہ کوئی دروازہ ملے مگر

نہ ملا ایک نالی تھی (۵) جو بیرونی کنوئیں سے باغ میں جاتی تھی فرماتے ہیں کہ میں سکڑ کر نالی میں گھس کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا ابو ہریرہ ہیں۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ حضور ہم میں تشریف فرما تھے اچانک اٹھ آئے اور واپسی میں دیر ہوئی ہم ڈر گئے کہ مبادا حضور کو ہماری غیر موجودگی میں ایذا پہنچے تو ہم گھبرا گئے پہلے میں ہی گھبرایا تو اس باغ میں آیا اور میں لومڑی کی طرح سکڑ گیا اور باقی یہ لوگ میرے پیچھے ہی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ اور مجھے اپنے نعلین شریف عطا کئے اور فرمایا ہمارے نعلین لے جاؤ جو تمہیں اس باغ کے پیچھے یقین دل سے یہ گواہی دیتا ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسے جنت کی بشارت دے دو پہلے جن سے ملاقات ہوئی وہ عمر تھے وہ بولے اے ابو ہریرہ یہ جوتے کیسے ہیں میں نے کہا کہ یہ حضور کے نعلین پاک ہیں مجھے یہ دے کر حضور ﷺ نے اس لئے بھیجا ہے کہ جو مجھے یقین دل سے گواہی دیتا ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسے جنت کی بشارت دے دوں۔ جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا کہ میں چت گر گیا اور فرمایا لوٹ چلو ابو ہریرہ تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر فریاد کی اور مجھ پر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت سوار ہو گئی تھی دیکھا تو وہ میرے پیچھے ہی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ابو ہریرہ کیا حال ہے میں نے کہا جناب عمر سے ملا اور انہیں وہی پیغام سنایا جو دے کر حضور نے بھیجا تھا تو انہوں نے میرے سینے پر ایسا مارا کہ میں چت گر گیا اور فرمایا کہ لوٹو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر اس کام پر تمہیں کس خیال نے ابھارا۔ وہ عرض کرنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ کیا آپ نے ابو ہریرہ کو نعلین پاک دے کر اس لئے بھیجا تھا کہ انہیں یقین دل سے یہ گواہی دیتا ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسے جنت کی بشارت دے دیں فرمایا ہاں عرض کیا ایسا نہ کیجئے میں خوف کرتا ہوں کہ لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے انہیں چھوڑ دیں کہ عمل کرتے رہیں حضور ﷺ نے فرمایا اچھا چھوڑ دو۔ (روایت مسلم شریف)

۱۔ آپ کا نام حالت کفر میں عبدالشمس اور اسلام لانے کے بعد عبدالرحمٰن ابن صخر دوسی ہے۔ خیبر کے سال اسلام لائے چار سال سفر و حضر میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے۔ آپ کو بلیوں سے بڑا پیار تھا۔ حتیٰ کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لئے ہوئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا تم ابو ہریرہ ہو۔ یعنی بلیوں والے تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوئے۔ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ ۷۸ سال عمر مبارک پائی غضب کا حافظہ تھا آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔

۲۔ جماعت صحابہ میں یہ دونوں بزرگ ایسا وجہ رکھتے ہیں جیسے تاروں میں چاند سورج اسی لیے اکثر جگہ ان کا ذکر خصوصیت سے ہوتا ہے خیال رہے کہ صحابہ کے شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ محدثین کے شیخین امام بخاری و امام مسلم ہیں۔ فقہاء کے شیخین امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف منطق کے شیخین بوعلی سینا اور فارابی ہیں۔

۳۔ ہم خدمت میں حاضر نہ ہوں اور حضور ﷺ کہیں اکیلے ہوں اور کوئی دشمن آپ کو ایذا پہنچائے کیونکہ عرب میں حضور کے بہت دشمن ہیں یہ گھبراہٹ اسباب کے لحاظ سے ہے ورنہ اللہ ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔

۴۔ بنی نجار انصار کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ حائط وہ باغ کہلاتا ہے جس

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے آس پاس دیوار ہو اور ایک دروازہ بستان ہر باغ کو کہہ سکتے ہیں دیوار سے گھرا ہو یا نہ ہو۔

۵۔ اس لیے کہ انداز سے مجھے پتہ لگتا ہے کہ حضورﷺ اس باغ میں ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ نسیم جمال نے بوئے محبوب عاشق کے دماغ محبت میں پہنچائی جیسے بوئے یوسفی مصر سے کنعان پہنچ گئی۔ مگر عشاق کے حال مختلف ہوتے ہیں۔ کبھی قبض کبھی بسط۔

۶۔ یعنی دروازہ موجود تھا مگر نظر نہ آیا وارفتگی عشق محبوب کی وجہ سے۔

۷۔ وہ نظر آ گئی پیاروں کے حال نیارے ہوتے ہیں ان کی کفیات عقل سے وراہیں دیکھو رب کی شان کہ دروازہ نظر نہ آیا اور نالی سوجھ گئی یہ واردات ان لوگوں پر گزرتی ہیں جنہیں عشق سے حصہ ملا ہو۔

۸۔ معلوم ہوتا ہے کہ نالی بہت تنگ تھی جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتکلف داخل ہوئے۔ خیال رہے کہ بغیر اجازت نالیوں کے ذریعہ کسی کے گھر یا باغ میں چلا جانا ازروئے قانون ممنوع ہے مگر یہ عشق کا کرشمہ تھا خود کو آتش نمرود میں ڈالنا بے قصور فرزند کو ذبح کرنا سب عشق کی جلوہ گری ہے۔ قانون اس سے کوسوں دور ہے۔

۹۔ یہ سوال تعجب کی بناء ہے کہ دروازہ ہوتے ہوئے نالی کے رستہ پہنچے یا دروازہ بند تھا اور آ گئے۔

۱۰۔ یعنی پریشان کیوں ہو، ہانپ کیوں رہے ہو۔

۱۱۔ اس میں اظہار معذرت ہے نہ کہ فخر وریا، یعنی مجھے اللہ نے حضور کا ایسا عشق دیا ہے کہ آپ کے بغیر صبر نہیں کرسکتا۔

۱۲۔ اس میں اظہار معذرت ہے کہ حضور اس گھبراہٹ میں آداب دربار بجانہ لاسکا بغیر اذن آ گیا سلام بھی کرنا بھول گیا حالانکہ یہ دونوں حکم قرآنی ہے مگر ہوش میں جو نہ ہوں وہ کیا نہ کرے۔

۱۳۔ کیوں عطا کئے عاقل تو یہ کہتے ہیں کہ نشانی کے طور پر تاکہ معلوم ہو کہ حضور کے بھیجے ہوئے ہیں عاشق کہتے ہیں۔ نہیں صحابی کے سچے ہیں ان کی ہر بات بغیر نشانی مانی جاتی ہے۔ منشاء یہ ہے کہ آگے صرف لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہے۔ ابو ہریرہ کو کفش بردار بنا کر یہ بتایا کہ کلمہ اور توحید اس کا معتبر ہے جو ہمارا کفش بردار ہو اس میں تبلیغ قولی کے ساتھ تبلیغ عملی بھی ہے عشق کی تفسیر سے حدیث پر کوئی اعتراض نہ رہا کفش برداری میں سارے عقائد و اعمال آ گئے ان کا نعلین بردار یقیناً جنتی ہے۔

۱۴۔ سبحان اللہ کیا لطیف اشارہ ہے یعنی یہ بشارت ہر شخص کو نہ دینا کہ ہر کوئی یہ راز سمجھے گا نہیں صرف جناب عمر کو بتانا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ہی مل جائیں گے جو ہمارے راز دار ہیں۔

۱۵۔ یعنی ان سے کہہ دو کہ تم جنتی ہو یقیناً اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو یہ خبر تھی کہ حضرت ابو ہریرہ کا پہلے حضرت عمر ہی ملیں گے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عمر یقینی لازمی جنتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کو لوگوں کی سعادت وشقاوت کی خبر کی ہے چوتھے یہ کہ مسلمان کو زبان سے کلمہ پڑھنا ضروری ہے صرف عقیدے پر کفایت نہ کرے زبان سے اقرار بھی کرے پانچویں یہ کہ اس قسم کی احادیث عوام تک بغیر شرح نہ پہنچائی جاویں اسی لئے حضور نے قید لگادی کہ جو تمہیں اس باغ کے پیچھے مسلمان ملے صرف اسے بشارت دو۔

۱۶۔ یہ حضور کے فرمان کا ظہور ہے کہ فرمایا تھا جو تمہیں اس باغ کے پیچھے ملے ملاقات حضرت عمر حضور کے فرمان کی تفسیر ہے۔

۱۷۔ یہاں تھوڑا مضمون پوشیدہ ہے یعنی مجھ سے فرمایا لوٹ چلو میں نہ

مانا تب آپ نے مجھے مارا کیونکہ بغیر کچھ کہے سنے مارنا عقل کے خلاف ہے (مرقاۃ) اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں مارنا مقصود نہ تھا بلکہ آگے جانے سے روکنا اور منہ پھیر کر مجبوراً واپس کرنا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور تھے۔ اس تھوڑی سی حرکت دینے سے گر پڑے اور اگر مارا ہی ہو تب بھی حرج نہیں کہ حضرت عمر حضرت ابوہریرہ کے لیے مثل استاد یا کم از کم بڑے بھائی کی طرح تھے۔

۱۸۔ خیال رہے کہ اس فرمان میں حضور ﷺ کے حکم کی مخالفت نہیں مقصد یہ ہے کہ اے ابوہریرہ تم تعمیل کر چکے ہو میں تمہیں مل گیا تم نے مجھے فرمان سنا دیا۔ حدیث اپنے انتہاء کو پہنچ گئی اس کی عام اشاعت کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ حدیث کا مبداء نبی ﷺ ہیں اور حدیث کا منتہی مجتہد ہیں۔ عوام براہ راست حدیث رسول پر عمل نہ کریں بلکہ مجتہد سے سمجھ کر عمل کریں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ حدیث وقرآن طب روحانی کی دوائیں ہیں۔ کسی طبیب روحانی کے مشورہ سے استعمال کرو ورنہ مارے جاؤ گے یہ حدیث تقلید ائمہ کی قوی دلیل ہے۔

۱۹۔ یعنی میں نے حضور کی ایسی پناہ لی جیسے بچہ مادر مہربان کی، خیال رہے کہ ابوہریرہ یہاں آکر روئے وہاں نہ روئے تھے۔ کیونکہ مظلوم فریادرس کو دیکھ کر رویا کرتا ہے۔

۲۰۔ یہ عرب کا محاورہ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں پر قرض سوار ہو گیا۔ یعنی غالب آگیا۔

۲۱۔ یعنی اس کام کے لئے یہاں سے آگے نہ بڑھو خواہ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس چلو یا اور کام کے لئے جاؤ۔

۲۲۔ ابوہریرہ کو واپس کرنے پر نہ کہ انہیں مارنے پر جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے اس فرمان سے ہوتا ہے کہ شکایات وغیرہ میں اکثر ایک کی خبر معتبر ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت ابوہریرہ سے گواہی مانگی اور جناب عمر سے اقرار کرایا صرف لوٹانے کی وجہ پوچھی

۲۳۔ یہ عرض ومعروض بارگاہِ نبوی ﷺ کے آداب میں سے ہے نہ کہ حضرت ابوہریرہ پر بدگمانی کی بنا پر کیونکہ سارے صحابہ عادل ہیں ان کی خبریں معتبر جب شاہی کارندے کے کسی کام پر بادشاہ سے عرض ومعروض کرنا ہو تو پہلے بادشاہ سے تصدیق کر لینی ادب دربار ہے۔

۲۴۔ خیال رہے کہ اس جگہ ایک چیز کا ذکر نہیں آیا یعنی اس باغ کے پیچھے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمر راز دار پیغمبر ہیں دلی رازوں سے خبردار ہیں۔

۲۵۔ یعنی آئندہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام لوگوں سے یہ کلام کرنے کی اجازت نہ دیں اس میں حضور کی بارگاہ میں ایک مشورہ کی پیش کش ہے نہ کہ حضور سے سرتابی، رب فرماتا ہے۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اسی لیے حضور نے اس موقع پر عتاب نہ کیا بلکہ آپ کا مشورہ قبول فرما لیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جناب عمر کی عقل ودانائی حضور ﷺ سے زیادہ ہے۔ اس حدیث کا راز کچھ اور ہی ہے جو ہم پہلے عرض کر چکے ہیں حضور ﷺ کا یہ حکم اپنے موقع پر پہنچ چکا تعمیل ارشاد ہو چکی۔

۲۶۔ یعنی وہ نو مسلم لوگ جو ابھی تک منشاء کلام سمجھنے کے لائق نہیں ہیں وہ ظاہر الفاظ سن کر اعمال ہی چھوڑ بیٹھیں گے اور سمجھیں گے کہ نجات کے لئے صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے۔ اس لئے موجودہ زمانے کے اہل حدیث حضرات کو عبرت پکڑنی چاہیے جو ہر حدیث پر بلا سوچے سمجھے عمل کرنے کے مدعی ہیں آیات قرآنیہ پر بھی اندھا دھند گرنا حرام ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۷۔یعنی تمہاری رائے منظور ہے بہت درست ہے خیال رہے کہ نبی
اکرم ﷺ نے حضرت عمر سے جناب ابو ہریرہ کا نہ قصاص دلوایا نہ ان
سے معافی دلوائی کیونکہ حضرت عمر مجتہد ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ محض محدث مجتہد استاد ہے۔ محدث شاگرد استاد پر شاگرد کا قصاص
لازم نہیں ہے اگر چہ غلطی سے سزا دیدے دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے
خطاء ہارون علیہ السلام کے بال پکڑ کر کھینچے مگر رب نے ان سے قصاص
نہ دلوایا۔ ہماری اس شرح سے حسب ذیل سوالات اٹھ گئے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغ کا دروازہ نظر کیوں نہ آیا
نالی کیوں نظر آئی۔(۲) آپ دوسرے کے باغ یا مکان میں بلا
اجازت کیوں گئے۔(۳) آپ نے پہلے سلام کیوں نہ کیا۔
(۴) حضور ﷺ نے آپ کو نعلین شریف کیوں عطا فرمائیں۔
(۵) حضرت عمر نے اشاعت حدیث سے جناب ابو ہریرہ کو کیوں
روکا۔(۶) انہیں مارا کیوں۔(۷) حضور ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کیوں کرائی۔(۸) حضور ﷺ کو اس
فرمان کی اشاعت نہ کرنے کی رائے کیوں دی۔(۹) حضور نے ان کی
رائے قبول کیوں کرلی۔(۱۰) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس
مار کا بدلہ کیوں نہ لیا گیا۔

۲۸۔یعنی بغیر درستی عقیدہ کوئی شخص جنت میں نہیں جاسکتا اور درستی
عقائد خود جنت اور وہاں کے تمام مقامات کی چابی ہے اسلئے مفاتیح جمع
فرمایا گیا یعنی وہاں کے ہر مقام کی چابی کلمہ طیبہ ہے۔ہم پہلے عرض
کر چکے ہیں کہ کلمہ سے مراد سارے عقائد اسلامیہ ہیں۔لہٰذا منافقین
اور مرتدین اگر چہ عمر بھر میں کلمہ پڑھیں مگر جنتی نہیں۔

نعت شریف

جناب رئیس لکھنوی اشرفی

نہ زندگی سے ملا اور نہ بندگی سے ملا
ہمیں تو جو بھی ملا نسبت نبی سے ملا

وہ اک بشر تھے مگر ان میں ذات حق کی تھی
ہر اک بشر کو خدا کا پتہ انہی سے ملا

خدائی کیا ہے خدا کیا ہے اور خودی کیا ہے
یہ راز کھلتا ہوا بھی ہمیں نبی سے ملا

مرے خدا تو مدینہ تو مجھ کو دکھلا دے
بڑا کرم ہو جو مجھ کو مرے نبی سے ملا

یہ رات دن ہی مری رٹ ہے یہی وہ وظیفہ ہے
ملا ملا نہ کسی سے مگر نبی سے ملا

رہِ نجات دکھانے تو یوں بہت آئے
مگر نجات کا رستہ فقط نبی سے ملا

جن و بشر میں جو یکتا ہیں اور یگانہ ہیں
رئیس ایسے نبی کو نہ آدمی سے ملا

شجرہ نسب عالی

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

نسب:۔ نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ایک حصہ جس کی صحت پر اہل سیر اور ماہرین انساب کا اتفاق ہے۔ یہ عدنان تک منتہی ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ جس میں اہل سیر کا اختلاف ہے کسی نے توقف کیا ہے اور کوئی قائل ہے۔ یہ عدنان سے اوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ جس میں یقیناً کچھ غلطیاں ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک جاتا ہے اس کی جانب اشارہ گزر چکا ہے ذیل میں تینوں حصوں کی قدرے تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

پہلا حصہ: حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شَیبَہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (انہی کا لقب قریش تھا اور انہی کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے) ابن مالک بن نضر (قیس) بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان (ابن ہشام ۲ تلقیح الفہوم ص ۵، ۶ رحمت للعالمین ۲ تا ۵۲،۱۴)۔

دوسرا حصہ: عدنان سے اوپر یعنی عدنان بن اور بن ہمسیع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن اُبی بن عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن ناحش بن ماخی بن عیض بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن اَرعوی بن عیض بن دیشان بن عیصر بن اُفناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضہ بن عرام بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔

(علامہ منصور پوری نے بڑی دقیق تحقیق کے بعد یہ حصہ نسب کلبی اور ابن سعد کی روایت سے جمع کیا ہے دیکھئے رحمت للعالمین ۲/۱۴ تا ۱۷ تاریخ مآخذ میں اس حصہ کی بابت بڑا اختلاف ہے)

تیسرا حصہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر۔ ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروع (یا ساروغ) بن ارغو ابن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (کہا جاتا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا نام ہے) بن یرد بن مہلائل بن قینان بن آنوشہ بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام۔ (ابن ہشام ۱۔۲ تا ۴ تلقیح الفہوم ص ۶، خلاصۃ السیر ص ۶، رحمت للعالمین ۲۔۱۸ بعض ناموں کے متعلق ان مآخذ میں اختلاف بھی ہے اور بعض مآخذ سے ساقط بھی ہیں)

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات والمشرکون نجس

ترجمہ "میں ابتداء سے آخر تک پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک خواتین رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا ہوں" اور مشرکین پاک نہیں ہوتے بلکہ نجس اور ناپاک ہوتے

حیات طیبہ ﷺ ایک نظر میں

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آنحضرت ﷺ		۱۲ ربیع الاول قبل ہجرت ۲۲ اپریل ۵۷۱ء
تقریباً ایک ہفتہ بعد		حلیمہ سعدیہ کی آغوش رضاعت میں
پانچ سال کی عمر میں		پھر آغوش مادر میں
چھ سال کی عمر میں		والدہ ماجدہ کا انتقال
آٹھ سال کی عمر میں		دادا (عبدالمطلب) کی وفات
بارہ سال کی عمر میں		شام کا پہلا تجارتی سفر
۲۵ سال کی عمر میں		حضرت خدیجہ سے نکاح
۳۰ سال کی عمر میں		قوم کی طرف سے الامین کا خطاب
۳۵ سال کی عمر میں		تمام قبائل کی طرف سے ثالث اور حضرت علی کی کفالت
۳۷ سال کی عمر میں		غار حرا میں خلوت اور عبادت و تفکر
۴۰ سال کی عمر میں		نزول وحی
۳ھ نبوی	۴۳ سال کی عمر میں	چالیس مرد و عورت کا اسلام کا قبول کرنا
۵ھ نبوی	۴۵ سال کی عمر میں	حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے صحابہ کو حکم
۶ھ نبوی	۴۶ سال کی عمر میں	حضرت حمزہ کا اسلام لانا
۷ھ نبوی	۴۷ سال کی عمر میں	کفار قریش کی جانب سے بائیکاٹ اور شعب ابی طالب میں محصور ہونا
۱۰ھ نبوی	۵۰ سال کی عمر میں	معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) کا خاتمہ۔ چچا ابوطالب کا انتقال، حضرت خدیجہ کی وفات تبلیغ اسلام کے لئے طائف کا سفر۔ حضرت عائشہ سے نکاح۔ معراج کا واقعہ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۱ نبوی	۵۱ سال کی عمر میں	یثرب (مدینے) کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام
۱۲ نبوی	۵۲ سال کی عمر میں	یثرب (مدینے) کے بارہ آدمیوں کا قبول اسلام
۱۳ نبوی	۵۳ سال کی عمر میں	یثرب (مدینے) کے ۷۲ آدمیوں کا قبول اسلام اور ہجرت مدینہ
۱ھ	۵۴ سال کی عمر میں	مدینے کے شہری نظم ونسق کی دیکھ بھال
۲ھ	۵۵ سال کی عمر میں	کفار کا پہلا حملہ (واقعہ بدر)
۳ھ	۵۶ سال کی عمر میں	کفار کا دوسرا حملہ (واقعہ احد)
۴ھ	۵۷ سال کی عمر میں	بنی عامر کی چالبازی اور قاریوں کی شہادت
۵ھ	۵۸ سال کی عمر میں	کفار کا تیسرا حملہ (واقعہ خندق)
۶ھ	۵۹ سال کی عمر میں	صلح حدیبیہ
۷ھ	۶۰ سال کی عمر میں	بادشاہوں کے دعوت نامے۔ فتح خیبر
۸ھ	۶۱ سال کی عمر میں	موتہ کا واقعہ فتح مکہ اور حنین کا واقعہ
۹ھ	۶۲ سال کی عمر میں	واقعہ تبوک۔ مسلمانوں کا حج ادا کرنا۔ وفود کی آمد
۱۱ھ	۶۳ سال کی عمر میں	حجۃ الوداع اور مشہور آخری خطبہ
۱۱ھ	۶۳ سال کی عمر میں	علالت اور وصال فرمانا

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ — لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ — وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ — وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمِ

خوش نصیب

والد

والد ماجد حضور سرور عالم ﷺ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

جناب مولوی محمود حسین صاحب بی اے (آنرز)

حضرت عبدالمطلب کے نوفرزند پیدا ہو چکے تو آپ نے اُس زمانہ کے رسم ورواج کے مطابق یہ منت مانی کہ اگر خدا تعالیٰ آپ کو ایک فرزند اور عطا کرے گا تو آپ اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو تقرب الٰہی کی خاطر ذبح کریں گے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انسانی قربانی کا جذبہ زمانہ جاہلیت میں عام تھا اور لوگ اپنے اپنے عقائد کے تحت اپنے معبودوں کو انسانی خون کی نذر دینا عبادت سمجھتے تھے حضرت عبدالمطلب خدا پرست تھے جیسا کہ تمام تذکروں میں بالا جماع مذکور ہے۔ آپ خانہ کعبہ کے محافظ بھی تھے۔قوم بت پرست تھی۔ مگر آپ ہر مسئلہ میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے جب حضرت عبداللہ سن شعور کو پہنچے تو قربانی کیلئے حضرت عبدالمطلب نے اپنے دسوں بیٹوں کے نام پر قرعہ ڈالا۔ قرعہ میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب نے منت کے مطابق آپ کو قربان کرنا چاہا اور آپ اللہ کی رضا کی خاطر آمادہ بھی ہو گئے مگر ابو طالب جو آپ کے حقیقی بھائی تھے چند شعر لکھ کر باپ کی خدمت میں گئے اور ان اشعار میں التجاء کی کہ وہ حضرت عبداللہ کو ذبح نہ کریں۔ حضرت عبداللہ کے ننھیال نے بھی اس کی مخالفت کی اور مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے بھی پر سوز اشعار میں حضرت عبدالمطلب کو روکا بالآخر یہ تجویز ہوئی کہ حضرت عبداللہ کے بدلے اونٹوں کی قربانی کی جائے اور اُن کے نام کے ساتھ اونٹوں کی تعداد کا قرعہ ڈالا جائے۔ چنانچہ اول دس اونٹ کے ساتھ قرعہ ڈالا گیا۔ مگر حضرت عبداللہ کا نام ہی نکلا پھر بیس اونٹوں کے ساتھ قرعہ ڈالا تب بھی آپ ہی کا نام نکلا۔ اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور ہر بار حضرت عبداللہ ہی کا نام نکلا۔ یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد نوے تک پہنچ گئی پھر اونٹوں کا قرعہ ڈالا گیا تو اس مرتبہ اونٹوں کا قرعہ نکلا مزید اطمینان کیلئے تین بار اور قرعہ ڈالا گیا لیکن تینوں دفعہ اونٹوں کا قرعہ ہی نکلا۔ اب تو یقین ہو گیا اونٹوں کی قربانی حضرت عبداللہ کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے فوراً سو اونٹ قربان کئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مبارک ذات کو جن کے صلب سے دونوں عالم کے نجات دہندہ رحمتہ للعالمین کا ظہور ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ اپنے لئے وقف کر لیا اور حضرت عبدالمطلب کی منت بھی پوری ہو گئی۔

غور کرنے والے اس واقعہ میں چند لطیف نکتے کو دیکھ سکتے ہیں حضرت عبدالمطلب جن کا نجیب الطرفین اور عالی خاندان ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت پوری کرتے ہیں اور جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بالعوض خدا کی بارگاہ میں جانور کی قربانی قبول فرمائی گئی اور صرف خلوص ابراہیمی کو پرکھا گیا اسی طرح حضرت عبداللہ کی بالعوض بھی جانوروں کی قربانی قبول فرمائی گئی

اور یہاں سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے ایک بیٹے کو خدا کیلئے اس حد تک وقف کرنے کی نیت کی تھی کہ ان کو ذبح کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کی جائے اور مشیت ایزدی حضرت عبداللہ پر اپنی مہر انتخاب ثابت کر چکی تھی اور قرعہ میں آپ ہی کے نام مبارک کا نکلا۔ نو بھائی اور بھی تھے اور یہ کہ حضرت عبداللہ حسن مردانہ سے آراستہ اور اس لحاظ سے سب بھائیوں میں نمایاں تھے گویا حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح آپ بھی اپنے حسن کی وجہ سے بھائیوں میں ممتاز تھے پھر ایک اور اشارہ قدرت کی طرف سے اس واقعہ میں کیا گیا کہ اس سے پہلے انسان کا خون بہا دس اونٹ مقررہ تھے اس واقع نے انسانی خون کی قیمت بڑھا دی اور انسان کے خون بہا میں سو اونٹ مقرر ہوئے۔ یہ انسان کی رفعت و عظمت کے اظہار کیلئے فطرت کا پہلا قدم تھا کیونکہ حضرت عبداللہ ہی کے وجود اطہر سے اس نور مقدس کا ظہور ہونے والا تھا جس نے انسان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر افلاک کی بلندیوں تک پہنچا دیا پھر اس میں ایک بات اور قابل غور ہے کہ ایک اوسط انسان کیلئے دس اونٹوں کی فراہمی کوئی بڑی بات نہیں ہے اس سے پہلے دھڑلے سے قتل کی واردتیں ہوتی تھیں۔ جب خون بہا سو اونٹ مقرر ہو گئے تو ایک زبردست رکاوٹ رونما ہوئی اور قتل کرنے سے پہلے قاتل کو یہ سوچنے کیلئے مجبور ہونا پڑا کہ اپنی جان بچانے کیلئے سو اونٹ فراہم کرنے ہونگے جو معمولی بات نہیں ہے یہ تھی رحمتہ للعالمین کے نور کی پہلی تابانی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ثابت ہے کہ آپ نہایت نیک خدا پرست ایک ایسے کردار کے مالک تھے جو صرف کسی ولی اللہ ہی کا کردار ہوسکتا ہے جو صحت کامل اور مردانہ حسن کے باوجود آپ کسی غیر عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ نہایت خوش خلق کم گو اور رحم دل تھے آپ کے کردار کی بے مثال بلندی کا واقعہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عرب کی ایک عالی نژاد شاعرہ خاتون نے آپ سے اظہار محبت کیا اور ایسی تدبیریں اختیار کیں کہ حضرت عبداللہ اس کی طرف متوجہ ہوں چنانچہ ایک پیغامبر کے ذریعہ اس نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ مجھ پر توجہ فرمائیں اور میری محبت کو قبول فرمالیں تو میں ایک سو اونٹ آپ کی نذر کروں گی آپ نے پیغام کے جواب میں فی البدیہ یہ اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

”حرام اور ناجائز فعل کی نسبت تو یہ بات کہیں اچھی ہے کہ انسان مر جائے مجھے تو صرف حلال چیز اور حلال کام ہی پسند ہیں اور اُن کیلئے بھی اعلان ضروری ہے اور صرف حرام ہی چوری چھپے کیا جاتا ہے تم مجھے بہکا اور پھسلا رہی ہو مگر انسان کی شرافت مقتضی ہے کہ وہ ضمیر مذہب اور اپنی عزت کی پوری حفاظت کرے“

سبحان اللہ عالی خاندان امیر شریف اور مردانہ حسن و جمال کے مالک حضرت عبداللہ شرافت و تقویٰ کی اس منزل میں ہیں جو صرف اولیاء و الاصفیاء ہی کا حصہ ہے آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا جن کا نجیب الطرفین اور عالی خاندان ہونا عرب میں ضرب المثل تھا۔ یہ تھی وہ مقدس ہستی جس پر اس بے مثال رحمت الٰہیہ کا نزول ہوا جس نے اپنے احسان سے دونوں عالم کو ممنون بنایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بَارِکْ عَلٰی نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

خوش نصیب والدہ

والدہ ماجدہ سرورِ دو عالم ﷺ

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت مولانا فیوض الرحمٰن صاحب

تمام تاریخ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے والد اور والدہ دونوں نجیب الطرفین عالی خاندان سردارانِ قوم اور بت پرست ماحول میں رہنے کے باوجود دونوں خدا پرست متقی اور صالح نیک مخیّر اور ہمدرد تھے حضور سرورِ عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کے والد کا نام مبارک وہب تھا۔ آپ قبیلہ بنوزہرہ کے سردار تھے اور اہل قریش آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ والد ماجد حضور سرورِ عالم ﷺ کا حسن مردانہ تمام قریش میں مشہور تھا۔ عرب کی اکثر عالی نژاد خواتین آپ کی زوجیت میں آنے کی خواہاں تھیں۔ مگر قدرت نے جس مقدس ہستی کیلئے نور محمدی ﷺ کی امانت مخصوص کردی تھی وہ جناب سیدہ ہی کی ذات مبارکہ ومقدسہ تھی۔ چونکہ اس نور کو ایک مقدس بطن میں رکھنا تھا اسلئے جناب سیدہ کی ذات مطہرہ کا انتخاب کیا گیا جو صبر ورضا اور خدا پرستی کے اعتبار سے نیز اپنی خاندانی وجاہت ونجابت کے لحاظ سے عرب کی تمام ممتاز خواتین میں ایک اہم امتیازی حیثیت وشان رکھتی تھیں چنانچہ آپ کا نکاح حضرت عبداللہ سے کردیا گیا اور نکاح کے پہلے ہی ہفتہ میں نور محمدی ﷺ کی امانت آپ کے سپرد کردی گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ یعنی جو آپ کا مقصد تخلیق تھا وہ پورا ہوگیا اور نور محمدی کی بے مثالی پر مہر لگانے کے لئے ولادت سے پہلے ہی آپ کو نگاہ عالم سے مخفی کردیا گیا۔

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے بوڑھی عورتیں کہا کرتی تھیں کہ حمل کا زمانہ ہے بہتر ہے کہ لوہے کے کچھ ٹکڑے گردن میں لٹکا لو اور کچھ ٹکڑے بازوؤں پر باندھ لو۔ میں نے اُن کے کہنے کے مطابق ایسا کرلیا۔ مگر چند روز کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ ٹکڑے کہیں کھل کر گر گئے ہیں۔ تلاش پر بھی وہ نہ ملے تو میں نے اسی میں مصلحت ربانی سمجھی کہ میں کچھ بھی نہ باندھوں۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے کچھ بھی نہ باندھا۔ حضرت آمنہ کو خواب عالم میں بشارت دی گئی تھی کہ آپ کے بطن مبارک سے ایک فرزند تولد ہوگا۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ چنانچہ جب حضور سرور کون ومکان ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے احمد نام رکھا اور دادا نے محمد نام تجویز کیا۔ اس طرح یہ دونوں پاک اور مبارک نام حضور ﷺ کے ذاتی نام قرار پائے اور یہی پیارے نام آج ہمارے تسکین قلب وروح کا سامان ہیں۔

اس خواب کا جناب سیدہ نے صحیح طور پر یہ مطلب لیا کہ یہ مولود نہایت مبارک مسعود ہوگا۔ چنانچہ حضرت سیدہ جب حضور کو بی بی حلیمہ کی آغوش مبارک کے سپرد فرمانے لگیں تو جناب سیدہ نے فرمایا ''حلیمہ اس بچہ کی طرف سے اطمینان رکھو اس کی شان وعظمت بہت بڑھنے

والی ہے اور جب بی بی حلیمہ آپ کو لے کر رخصت ہونے لگیں تو حضرت سیدہ نے دوشعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اور بے حد قابل غور ہے:

"میں اپنے بچے کو بزرگی والے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اونٹ پر سوار دیکھ لوں اور یہ بھی دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور عاجزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہے"۔

یہ نبی آخرالزماں ﷺ کی مادر مقدسہ کے اشعار ہیں کیا ان اشعار کو پڑھنے کے بعد جناب سیدہ کی بزرگی اور تقدس میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟ آپ نے اللہ تعالیٰ سے صرف یہی دعا فرمائی جو حضور سرور عالم ﷺ کی خصوصیت اولین ہے۔

بی بی حلیمہ حضور ﷺ کی ترک رضاعت کے بعد جب سن اقدس دو برس کا تھا مکہ میں واپس لائیں تو جناب سیدہ نے اس لئے واپس بھیج دیا کہ اس زمانہ میں مکہ میں وبا پھیل گئی تھی۔ چنانچہ جب سن مبارک چھ سال کا تھا اس وقت بی بی حلیمہ حضور ﷺ کو جناب سیدہ کے پاس چھوڑ گئیں جناب سیدہ حضور ﷺ کو ہمراہ لے کر یثرب تشریف لے گئیں۔ یہ سفر بھی قابل غور ہے جناب سیدہ کا ننھیال یثربی تھی سفر کا بہانہ ننھیال سے ملنا عمدہ رکھا گیا حقیقت یہ تھی کہ حضرت عبداللہ کا انتقال وہیں ہوا تھا اور ان کی تربت اقدس بھی وہیں تھی۔ جناب سیدہ محبوب شوہر کی تربت کی زیارت فرمانا چاہتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے وہاں پہنچ کر ایک ماہ تک قیام فرمایا۔ اس سفر میں دو اونٹ سواری کے ہمراہ تھے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہم سفر تھیں جو جناب سیدہ کی خادمہ تھیں۔ یہ وہی ام ایمن تھیں جن کے متعلق دونوں عالم کے سردار نے ارشاد فرمایا ہے اُمّی بَعد اُمّی میری والدہ کے بعد یہ میری ماں ہیں اس سے اسلام میں لونڈی اور غلام کے درجہ کو سمجھنا چاہئے۔ خادم اور مولیٰ کا امتیاز صرف اسلام نے ختم کیا ہے ورنہ صرف دوسرے مذہب میں کسی نہ کسی رنگ میں یہ امتیاز اب تک موجود ہے۔

جناب سیدہ یثرب میں ایک ماہ تک قیام فرمانے کے بعد مکہ کیلئے روانہ ہوئیں مقام ابواء پر پہنچیں تو آپ کا انتقال ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ اپنے پیارے نیک حسین وجمیل شوہر کی تربت دیکھ کر جدائی کے صدمہ کی جو چھ برس سے آپ کو گھلا رہا تھا اور زیادہ تاب نہ لاسکیں۔ مشیت خداوندی یہی تھی کہ وہ بے مثال دُرِ یتیم جسے عالم کو نورانی بنانا تھا جسے انسانوں کو انسان بنانا تھا۔ اپنے پیارے ماں باپ کی تربیت احسان بھی نہ اٹھائے۔

جناب سیدہ نے حضرت عبداللہ کی وفات پر جو شعر فرمائے تھے ان کا ترجمہ درج ذیل ہے جس کے لفظ لفظ سے تقدس اور بزرگی ٹپکتی ہے اور سوز جھلکتا ہے۔ ان اشعار کا ہر حرف جناب سیدہ کی رفعت شان پر دلالت کرتا ہے۔

ہاشم کا ایک فرزند بطحا کی جانب جا کر آنکھوں سے اوجھل ہوگیا وہ لحد کے اندر بہادروں کے نعروں کے ساتھ جا سویا موت نے اسے بلایا اور وہ چلا گیا۔ افسوس کہ موت نے اس کی نظیر تک دنیا میں نہ چھوڑی۔ اسکے دوست شام کے وقت اس کی لاش اٹھا کر لے چلے وہ محبت کے ساتھ باری باری کاندھا بدلتے جاتے تھے اور اس کی خوبیاں بیان کرتے جاتے تھے مانا کہ موت نے اُسے ہم سے دور ہی کر دیا مگر اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں کا بیحد ہمدرد تھا اور اُس کی یاد کو کوئی ہم سے جدا نہیں کرسکتا۔

میلاد مصطفیٰ ﷺ بزبان مصطفیٰ ﷺ

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

یارسول اللہ! متی وجبت لک النبوہ؟

''یارسول اللہ! آپ کو شرف نبوت سے کب نوازا گیا؟''

یہ ایک معمول سے ہٹا ہوا سوال ہے تھا کیوں کہ صحابہ میں سے کون نہیں جانتا تھا کہ آپ ﷺ کی بعثت چالیس سال کی عمر مبارک میں ہوئی۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس سوال سے واضح ہے کہ وہ آپ ﷺ کی بعثت کے بارے میں نہیں پوچھ رہے تھے بلکہ وہ عالم بالا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اُس روحانی زندگی کی ابتداء کی بات کر رہے تھے جب اللہ نے آپ ﷺ کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: **وآدم بین الروح والجسد** میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم کی تخلیق ابھی روح اور جسم کے مرحلے میں تھی۔

مذکورہ بالا حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی مروی ہے: **قال بین خلق آدم وانفخ الروح فیه۔**

''آپ ﷺ نے فرمایا (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب آدم علیہ السلام ابھی تخلیق اور روح پھونکے جانے کے مرحلے میں تھے۔''

اس حدیث مبارکہ سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب روح اور جسم سے مرکب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر ابھی مکمل طور پر تیار نہیں ہوا تھا۔ اِس طرح حبیب خدا ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک مجلس میں اپنی ولادت سے بھی پہلے اپنی تخلیق اور نبوت کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا مجلس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت بھی اپنے نبی ہونے کا ذکر کرنا آپ ﷺ کی عالم ارواح میں تخلیق کی طرف اشارہ ہے۔ اہل اسلام بھی اپنی مجالس و اجتماعات میں جہاں آپ ﷺ کی ولادت کے تذکرے کرتے ہیں وہیں آپ ﷺ کی خلقت ونورانیت کو بھی قرآن وحدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ یہ عمل سنت رسول ﷺ ہی کی پیروی میں معمولات میلاد کا حصہ ہے۔

حضور ﷺ کا اپنی ولادت کے بیان کے لیے اجتماع:

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجتماع سے خطبہ جمعہ کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً دینی وایمانی اخلاقی وروحانی علمی وفکری، سیاسی سماجی، معاشی، معاشرتی، قانونی، پارلیمانی، انتظامی وانصرامی اور تنظیمی و تربیتی موضوعات پر خطبات ارشاد فرماتے۔ اس کے علاوہ کبھی آپ ﷺ اپنی حسبی ونسبی فضیلت اور بے مثل ولادت پر بھی گفتگو فرماتے۔ درج ذیل احادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنی تخلیق ولادت کی خصوصیت وفضیلت کے بیان کے لیے صحابہ کرام کے اجتماع کا اہتمام فرمایا۔

ا۔حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے مروی ہے:

جاء العباس الی رسول اللّٰہ ﷺ فکانہ سمع شیئاً ، فقام النّبی ﷺ علی المنبر ، فقال من أنا ؟فقالوا:أنت رسول اللّٰہ ، علیک السّلام . قال :أنا محمدبن عبد اللّٰہ بن عبدالمطلب ،اِن اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم فرقة،ثم جعلھم فر قتین ، فجعلنی فی خیرھم فرقہ، ثم جعلھم قبائل ، فجعلنی فی خیرھم قبیلةً ،ثم جعلھم بیوتاً فجعلنی فی خیرھم بیتاً وخیرھم نسباً.

''حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (اس وقت ان کی کیفیت ایسی تھی) گویا انہوں نے (حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق کفار سے) کچھ (نازیبا الفاظ) سن رکھے تھے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بتانا چاہتے تھے)۔(حضرت عباس ﷺ نے یہ کلمات حضور ﷺ کو بتائے یا آپ ﷺ علم نبوت سے جان گئے) تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں عبداللہ کا بیٹا محمد(ﷺ) ہوں۔اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ (انسان) کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس گروہوں (عرب وعجم)میں تقسیم کیا اور ان میں سے بہترین گروہ (عرب)میں مجھے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب بنو ہاشم میں پیدا کیا۔

اس حدیث مبارکہ میں درج ذیل نکات قابل غور ہیں:

(ا)حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی موضوع پر کوئی اہم اور قابل توجہ بات تمام صحابہ کو بتانا مقصود ہوتی تو آپ ﷺ اپنا خطبہ یا تقریر منبر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرماتے۔اگر معمول کی کوئی بات ہوتی تو آپ ﷺ موقع پر موجود صحابہ کے گوش گزار کردیتے لیکن منبر پر کھڑے ہوکر خاص نشست کا اہتمام عامة المسلمین تک کوئی خاص بات پہنچانے کے لیے ہوتا تھا۔حدیث مذکورہ میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرما رہے ہیں اور یہ اہتمام اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ صحابہ سے کوئی اہم بات کرنے والے ہیں۔

(۲)حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال کیا ''میں کون ہوں؟'' سب نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ جواب بھی مختلف سننا چاہتے تھے۔جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے متعلقہ جواب اگرچہ حق وصداقت پر مبنی تھا لیکن مقتضائے حال کے مطابق نہ تھا اس دن اس سوال کا مقصد کچھ اور تھا اور آپ ﷺ کو اس کا یہ جواب موصول نہ ہوا تو آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں۔معلوم ہوا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی ولادت اور نسبی فضیلت کے باب میں کچھ ارشاد فرمانا چاہتے تھے۔یہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا وہ گوشہ ہے جس کا تعلق براہِ راست آپ ﷺ کے میلاد سے ہے۔اگرچہ یہ وہ معلومات تھیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہ خوبی جانتے تھے مگر اس کے باوجود آپ ﷺ کا اس قدر اہتمام کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرمانے کا مقصد جشن میلاد کو اپنی سنت بنانا تھا۔

(۳) مذکورہ حدیث میں احکام الٰہی بیان ہوئے ہیں نہ اعمال واخلاق سے متعلق کوئی مضمون بیان ہوا ہے بلکہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنی ولادت اور نسبی فضیلت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے جو موضوعات میلاد میں سے ہے۔

(۴) حضور نبی اکرم ﷺ کا بیان انفرادی سطح پر نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجتماع سے تھا وہ خصوصی انتظام وانصرام کی طرف واضح اشارہ ہے۔

کتب حدیث اور سیرت فضائل میں سے امام بخاری (۱۹۴۔۲۵۶ھ) امام مسلم (۲۰۶۔۲۶۱ھ) امام ترمذی (۲۱۰۔۲۷۹ھ)،قاضی عیاضی (۴۷۶۔۵۴۴ھ)علامہ قسطلانی (۸۵۱۔۹۲۳ھ)علامہ قسطلانی (۸۵۱۔۹۲۳ھ)علامہ نبہانی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ) جیسے نام ور آئمہ ومحدثین اور شارحین کی تصانیف میں ایسی بے شمار احادیث موجود ہیں جن کا تعلق کسی شرعی مسئلہ سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ولادت حسب ونسب خاندانی شرافت و نجابت اور ذاتی عظمت وفضیلت سے ہے۔

۲۔حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں

قلت :یارسول اللہ اِن قریشاً جلسو افتذکرو احسابھم بینھم فجعلوا مثلک کمثل نخلۃ فی کبوۃ من الارض ، فقال النبی ﷺ اِن اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیرھم من خیر فرقھم وخیر الفریقین ثم تخیر القبائل فجعلنی من خیر قبیلۃ ثم تخیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتھم فاناً خیرھم نفساً وخیرھم بیتاً

’’میں نے عرض کیا : یارسول اللہ ! قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب ونسب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی مثال کھجور کے اُس درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی بہترین جماعت میں رکھا اور ان کو بہترین گروہ میں رکھا اور دونوں گروہوں میں سے بہترین گروہ میں بنایا۔ پھر قبائل کو منتخب فرمایا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر اس نے گھرانے منتخب فرمائے تو مجھے اُن میں سے بہتر گھرانے میں رکھا بس میں ان میں سے بہترین فرد اور بہترین خاندان والا ہوں۔ ‘‘

۳۔حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اِن اللّٰہ اصطفی من ولدابراھیم اِسماعیل ، واصطفی من ولدِاِسماعیل بنی کانۃ ، واصطفی من بنی کنانۃقریشاً ، واصطفیٰ من قریش بنی ھاشم ، واصطفانی من بنی ھاشم

’’بے شک رب کائنات نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو اور اولاد کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرف انتخاب سے نوازا اور پسند فرمایا۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنا پورا سلسلہ نسب بیان فرمادیا ہے۔ آپ ﷺ نے اِصطفی کا لفظ اس لیے بیان کیا ہے کہ صاحب نسب مصطفیٰ ﷺ (چنے ہوئے) ہیں اور پورے نسبی سلسلہ کو یہ صفاتی لقب دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

سیرتِ رسولِ عربی ﷺ

اے انسانوں بے شک تمہارے لئے خدا کے رسول (کی سیرت میں بہترین) نمونہ ہے (القرآن)

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

مُحسن انسانیت سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ بنی نوع انسان کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ حضور پُر نور ﷺ کی کشادہ روی نرم خوئی اور اخلاق حسنہ ایسی صفات ہیں جن کی گواہی خداوند قدوس نے خود دی ہے اور نبی آخر الزماں ﷺ کے عظیم کردار اور قابل تقلید حسنِ عمل کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

''بے شک تمہارے لئے خدا کے رسول (کی سیرت میں) بہترین نمونہ ہے''۔

قابل غور بات یہ ہے کہ رب العالمین نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کو بہترین نمونہ صرف مسلمانوں کے لئے قرار نہیں دیا ہے بلکہ خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ اے ایمان والو! کہہ کر خطاب نہیں کیا گیا بلکہ اے انسانو کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ بلاشبہ حضور اکرم ﷺ کی حیات مقدسہ کا ایک ایک پل ارشادِ ربانی کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ کسی انسان کے بس کی بات ہی نہیں کہ وہ باعث تخلیق دو عالم ﷺ کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کر سکے۔

جس عظیم ہستی کی عظمت عظیم ترین یعنی خداوند لاشریک خود یوں بیان فرمائے کہ:۔ جس نے رسول اکرم ﷺ کی فرمانبرداری کی اُس نے خدا کی فرمانبرداری کی۔

اس عظیم ہستی کا کیا کہنا! سیرت طیبہ کی چند جھلکیاں اور چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کے بدترین مخالفوں میں شامل تھا، ایک دن مزید تحقیق ومشاہدہ کی آرزو لے کر محفلِ نبی میں شریک ہوا اور جونہی سلطان نبوت ﷺ کے چہرہ مقدس پر نگاہ پڑی تو دل سینے میں بے قابو ہوگیا۔ ضمیر انسانی پر حقیقت نبوت آشکار ہوگئی اور بے اختیار پُکار اٹھا۔

خدا کی قسم! اس قسم کا چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ کہنے والا اسی وقت نورِ ایمانی سے سرفراز ہوگیا اور حضور اکرم ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھتے ہی دولت کونین کا حق دار بن گیا۔

سعد بن ہشام ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گئے اور رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کا حال پوچھا، انھوں نے فرمایا کہ تو قرآن پڑھتا ہے؟ سعد بن ہشام نے کہا' ہاں' تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ''حضور انور ﷺ کا خلق قرآن مجید ہے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے اسلام کا محیط مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کو کردیا ہے اور منجملہ اس کے یہ باتیں مکارم اخلاق ہیں باہم اچھی طرح رہنا مسلمان بیمار کی تیمارداری کرنا خواہ وہ نیک ہو یا بد ہمسایوں سے محبت رکھنا (مسلمان

WWW.NAFSEISLAM.COM

جس سے ملتے پہلے سلام فرماتے اور جو کوئی آپ ﷺ کو کسی کام کے لئے روک لیتا تو آپ توقف فرماتے۔ جب تک کہ وہ شخص خود نہ چلا جاتا اور جو شخص آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپ ﷺ اس وقت تک ہاتھ نہ چھڑاتے۔ جب تک کہ وہ آپ ﷺ سے خود ہاتھ نہ چھڑا لیتا۔ آپ ﷺ جب اصحاب میں سے کسی سے ملاقات کرتے تو سب سے پہلے مصافحہ کرتے۔

آپ کی اکثر نشست قبلہ رخ ہوتی تھی، جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی تعظیم و خاطر فرماتے۔ ان کے لئے اپنی چادر بچھواتے جس کسی نے آپ ﷺ سے محبت کی اس کو یہی گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ آپ ﷺ مجھ پر کرم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ دیر میں غصہ آتا اور سب سے جلدی راضی ہو جاتے۔

رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ فصیح اور شیریں کلام تھے۔ آپ ﷺ کم گو اور نرم گفتار تھے، جب بولتے تو زیادہ کلام نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کی تقریر انتہائی مربوط موتیوں کی لڑی کی سی تھی۔ آپ کی آواز بلند اور لہجہ سب سے اچھا تھا۔ سکوت بہت فرماتے تھے۔ غیر معقول الفاظ زبان پر نہ لاتے تھے۔ جو کوئی بڑا لفظ بولتا حضور ﷺ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس کوئی دوسرے کی بات نہ کاٹتا۔ آپ صحابہ کرام کے روبرو سب سے زیادہ تبسم اور خندہ فرماتے۔

حضور ﷺ کا ظاہر و باطن صاف تھا۔ آپ ﷺ کی خفگی اور رضامندی آپ ﷺ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتی تھی جب آپ ﷺ کو بہت غصہ آتا تو آپ ﷺ اپنی ریش مبارک کو بہت ہاتھ لگاتے کسی کے سامنے وہ بات نہ فرماتے جو اس کو بُری لگے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں تیز قسم کی خوشبو لگا کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو بُری معلوم ہوئی۔ مگر اس سے کچھ نہ کہا جب وہ چلا گیا تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ تم اس سے کہہ دو کہ اس کا استعمال ترک کر دے تو اچھا ہے۔

ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر سخت ناراض ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پیشاب مت روکو پھر اس سے ارشاد فرمایا یہ مسجدیں اس لئے نہیں کہ ان میں پیشاب کیا جائے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ لوگوں کو پاس بلاؤ بدکاؤ نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دشمنوں سے ہماری نسبت زیادہ قریب ہیں اور اس روز سب لوگوں سے زیادہ سخت لڑنے والے آپ تھے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوتا تھا اور دونوں صفیں مل جاتی تھیں تو ہم حضور ﷺ کی آڑ میں ہو جاتے تھے۔

پس آپ ﷺ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا تھا۔

سرور عالم ﷺ کا قد مبارک نہ بہت طویل تھا اور نہ کوتاہ تھا۔ بلکہ جب تنہا چلتے تھے تو میانہ قد دکھائی دیتے تھے۔ لیکن اگر کوئی طویل القامت آپ ﷺ کے ساتھ چلتا تو حضور اقدس ﷺ کا قد مبارک اُس سے اونچا معلوم ہوتا۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک گندمی تھا۔ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک مشک خالص سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ ﷺ سے مصافحہ کرنے والا دن بھر خوشبو سے معطر رہتا۔ اگر آپ ﷺ کسی لڑکے کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرتے تو ہاتھ کی خوشبو کے باعث وہ دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جس سے ملتے پہلے سلام فرماتے اور جو کوئی آپ ﷺ کو کسی کام کے لئے روک لیتا تو آپ توقف فرماتے۔ جب تک کہ وہ شخص خود نہ چلا جاتا اور جو شخص آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو آپ ﷺ اس وقت تک ہاتھ نہ چھڑاتے۔ جب تک کہ وہ آپ ﷺ سے خود ہاتھ نہ چھڑا لیتا۔ آپ ﷺ جب اصحاب میں سے کسی سے ملاقات کرتے تو سب سے پہلے مصافحہ کرتے۔

آپ کی اکثر نشست قبلہ رخ ہوتی تھی، جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی تعظیم و خاطر فرماتے۔ ان کے لئے اپنی چادر بچھواتے جس کسی نے آپ ﷺ سے محبت کی اس کو یہی گمان ہوتا کہ سب سے زیادہ آپ ﷺ مجھ پر کرم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ دیر میں غصہ آتا اور سب سے جلدی راضی ہو جاتے۔

رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ فصیح اور شیریں کلام تھے۔ آپ ﷺ کم گو اور نرم گفتار تھے، جب بولتے تو زیادہ کلام نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کی تقریر انتہائی مربوط موتیوں کی لڑی کی سی تھی۔ آپ کی آواز بلند اور لہجہ سب سے اچھا تھا۔ سکوت بہت فرماتے تھے۔ غیر معقول الفاظ زبان پر نہ لاتے تھے۔ جو کوئی بڑا لفظ بولتا حضور ﷺ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس کوئی دوسرے کی بات نہ کاٹتا۔ آپ صحابہ کرام کے روبرو سب سے زیادہ تبسم اور خندہ فرماتے۔

حضور ﷺ کا ظاہر و باطن صاف تھا۔ آپ ﷺ کی خفگی اور رضامندی آپ ﷺ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتی تھی جب آپ ﷺ کو بہت غصہ آتا تو آپ ﷺ اپنی ریش مبارک کو بہت ہاتھ لگاتے کسی کے سامنے وہ بات نہ فرماتے جو اس کو بُری لگے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں تیز قسم کی خوشبو لگا کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو بُری معلوم ہوئی۔ مگر اس سے کچھ نہ کہا جب وہ چلا گیا تو لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ تم اس سے کہہ دو کہ اس کا استعمال ترک کر دے تو اچھا ہے۔

ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر سخت ناراض ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پیشاب مت روکو پھر اس سے ارشاد فرمایا یہ مسجدیں اس لئے نہیں کہ ان میں پیشاب کیا جائے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ لوگوں کو پاس بلاؤ بدکاؤ نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ دشمنوں سے ہماری نسبت زیادہ قریب ہیں اور اس روز سب لوگوں سے زیادہ سخت لڑنے والے آپ تھے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوتا تھا اور دونوں صفیں مل جاتی تھیں تو ہم حضور ﷺ کی آڑ میں ہو جاتے تھے۔

پس آپ ﷺ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا تھا۔ سرور عالم ﷺ کا قد مبارک نہ بہت طویل تھا اور نہ کوتاہ تھا۔ بلکہ جب تنہا چلتے تھے تو میانہ قد دکھائی دیتے تھے۔ لیکن اگر کوئی طویل القامت آپ ﷺ کے ساتھ چلتا تو حضور اقدس ﷺ کا قد مبارک اُس سے اونچا معلوم ہوتا۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک گندمی تھا۔ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک مشک خالص سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ آپ ﷺ سے مصافحہ کرنے والا دن بھر خوشبو سے معطر رہتا۔ اگر آپ ﷺ کسی لڑکے کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرتے تو ہاتھ کی خوشبو کے باعث وہ دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

ایمان بالرسول ﷺ کا تقاضا

مفسر قرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ)

النبی اولی بالمومنین من انفسھم

یعنی رسول اکرم ﷺ مسلمانوں کی جانوں مالوں پران سے زیادہ تصرف کا حق رکھتے ہیں۔مثلاً ہم سونا چاہتے ہیں اور حضور ﷺ کا حکم ہواس وقت نماز پڑھواگر ہم اپنے آپ کو رسول اللہ کا غلام اورانہیں اپنی جان و مال کا مالک سمجھتے ہیں تو ہم اس وقت سونہیں سکتے۔ بلکہ ہمیں اٹھ کرنماز پڑھنی ہوگی۔اسی طرح رمضان میں ہم دن کے وقت کھانا چاہیں اور عید کے دن کھانا چھوڑنا چاہیں تو رمضان میں دن کے وقت کھانہیں سکتے اور عید کے دن کھانا چھوڑ نہیں سکتے۔کیونکہ ہمیں اپنے اوپر وہ اختیار نہیں جو رسول اللہ ﷺ کو ہمارے اوپر حاصل ہے۔

کسی چیز کوفروخت کرنا ایک عام سا کام ہے۔لیکن اس کی تفصیل پر غور کیجئے بظاہر یہ مال اور جنس ہماری ملکیت ہیں لیکن ہم جس جگہ اس چیز کو فروخت کرنا چاہیں نہیں کر سکتے۔کیونکہ مسجد میں بیع وشراء سے حضور نے منع فرمادیا ہے جس وقت فروخت کرنا چاہیں یہ بھی نہیں ہوسکتا۔کیونکہ نماز اور جماعت کے وقت خرید وفروخت حرام ہے جس شخص کو چاہیں فروخت کردیں ۔ یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ پڑوسی اور شریک کو حضور ﷺ نے شفعہ کا حق دیا ہے اس کی اجازت کے بغیر ہم اپنی زمین وغیرہ کوفروخت نہیں کر سکتے اور جس قیمت کے عوض فروخت کرنا چاہیں یہ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شراب، مردار اورنجس چیزوں کے عوض کسی چیز کو بیچنے سے منع فرمادیا ہے۔

اب سوچئے کہ مال بظاہر ہمارا ہے لیکن اگر ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا غلام سمجھتے ہیں تو جس جگہ چاہیں جس وقت چاہیں جس شخص کو چاہیں اور جس قیمت پر چاہیں فروخت نہیں کر سکتے اس لئے اپنی خواہش سے نہ سو سکتے ہیں نہ جاگ سکتے ہیں نہ اپنی مرضی سے کھانا کھانے کا اختیار رہے نہ کھانا چھوڑنے کا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اوراس کے رسول برحق کی مرضی کے بغیر نہ ہمیں اپنی جان پر اختیار ہے نہ اپنے مال پر۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔۔۔۔۔۔!

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا !

ایمان میں خامی اور اطاعت میں کمی پر مواخذہ:

اب آخر میں صرف اس نکتہ کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ایمان کی خامی اور اطاعت میں کمی پر قدرت کی طرف سے کیا مواخذہ ہے۔ آخرت کی سزا تو الگ رکھیے دنیا میں مکافات عمل کی ایک مثال سے اپنے شب و روز کے اعمال پر مواخذہ کا اندازہ کیجئے۔حضور ﷺ نے غزوہ احد میں عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں پچاس جوانوں کو ایک درہ پر کھڑا کردیا اور فرمایا کہ فتح ہو یا شکست تم اس جگہ کو نہ چھوڑنا جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کردی

اور مسلمانوں نے کفار کے چھوڑے ہوئے مال کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن جبیر کے بعض وہ ساتھی جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اپنے امیر کے پیہم منع کرنے کے باوجود مال غنیمت کی طمع میں وہ درہ خالی چھوڑ گئے اور حضور ﷺ کے فرمان کو فراموش کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جیتی ہوئی بازی کو ہار میں تبدیل کر دیا۔ سوچئے کہ پچاس سے کم افراد نے حضور کے ایک حکم کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر کس قدر سخت مواخذہ کیا اور جب لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان دن رات حضور ﷺ کے بے شمار احکام کی نافرمانیاں کر رہے ہوں تو ان کی یہ بداعمالیاں اللہ تعالیٰ کے غضب کو کس طرح للکارہی ہوں گی!

ایمان کی کمی کی وجہ سے دنیاوی نقصان:

ایک وقت تھا جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے ہوئے اور اسوۂ رسول کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ اس وقت جزیرہ عرب سے لے کر ساحل مکران تک مسلمانوں کی سطوت کے پرچم لہرا رہے تھے بلکہ سلطنت عباسیہ میں اسلامی حکومت تین براعظموں میں پھیل چکی تھی بحر و بر پر ان کی حکومت تھی دریا ان کے حکم سے جاری ہوتے تھے اور قضا الٰہی ان کے عزائم کا ساتھ دیتی تھی، مسلمان جس طرف نکل جاتے تھے مظلوموں کی فریادرسی کرتے تھے ضرورت مند لوگوں میں دہن دولت تقسیم کرتے تھے۔ جہالت کے گوشوں کو علم کی قندیلوں سے روشن کیا اور تحقیق و تدقیق کے میدان میں سبقت کے نیزے انہوں نے نصب کیے لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نصرت نے انہیں چھوڑا اور وہ قوم جو مشرق و مغرب میں اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ چکی تھی ہر جگہ پسپا اور مغلوب ہونے لگی۔ جو قوم فقراء اور مساکین میں دولت اور غلہ تقسیم کرتی تھی۔ آج اپنی معاشی ضروریات کے لیے اغنیاء کی طرح کاسۂ گدائی بڑھانے لگی جو دنیا میں علم و حکمت کے استاد بن کر نکلے تھے وہ علم کی تلاش میں اغیار کے محتاج ہو گئے اور جو دوسروں کی عزت و ناموس کے محافظ تھے آج اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لئے غیروں کا منہ تکنے لگے۔

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوائے
ان سے پھرے جہاں پھر آآئی کمی وقار میں

تدارک اور علاج:

ہم نے اس سرزمین کو اسلام کی ایک مثالی ریاست بنانے کے نعرے سے حاصل کیا تھا اس کے لئے ہم نے قربانیاں دیں جدوجہد کی اور بالآخر انگریز کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر ہم نے نظام مصطفےٰ ﷺ نافذ کرنے کے لئے ہندوؤں سے اپنا ایک الگ تشخص ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ خطہ پاک حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کسی قوم کو نعمت دے کر اس سے اس وقت تک وہ نعمت واپس نہیں لیتا جب تک اپنے چلن سے وہ خود کو اس نعمت کا نااہل ثابت نہ کر دے۔''

ہم نے اس ارض پاک کو حاصل کرنے کے بعد اب تک اس میں اسلامی قانون اور نظام مصطفےٰ ﷺ کا نفاذ نہیں کیا نتیجۃً ہم آدھے

ملک سے محروم ہوگئے ، پھر باقی ماندہ ملک میں بھی اللہ تعالیٰ کی تنبیہات مختلف عذابوں کی شکل میں نازل ہوتی رہیں۔ لگاتار سیلاب آئے ، زلزلے آئے ،ظالم اور فاسق و فاجر حکمران ہم پر مسلط کئے گئے جنہوں نے اپنی رنگ رلیوں اور عیاشیوں کی خاطر قومی معیشت کی کمر توڑ کر رکھ دی مہنگائی اور ٹیکسوں کا بوجھ ڈال کر قوم کی رگوں سے خون نچوڑنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ کے عذاب کی اس قدر واضح صورتیں دیکھنے کے باوجود کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل خوف خداوندی سے پگھل جائیں۔''

ضرورت ہے کہ ہم اجتماعی طور پر اصلاح کریں ہر شخص خود نیک بنے اور اپنے زیر اثر لوگوں کو نیک بنائے ایک فرد دوسرے فرد کو اور ایک محلّہ دوسرے محلّہ کو نیک بنائے پہلے ہم اپنی ذات میں اور پھر اپنے گھر اور خاندان میں نظام مصطفےٰ ﷺ کو نافذ کریں حتیٰ کہ قریہ قریہ اور شہر شہر میں اسلام پھیلاتا چلا جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا۔

تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ اس لیے ہر گھر کے بااثر شخص پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی نیک بنے اور گھر والوں کو بھی نیک بنائے۔ استاد اپنے شاگردوں میں نیکی پھیلائے۔ کسی محکمہ کا سربراہ اپنے پورے محکمہ میں نیکی کو فروغ دے اسی طرح انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ تجارت کا ہو یا ملازمت کا سیاست کا ہو یا سفارت کا پولیس کا محکمہ ہو یا فوج کا جو بھی اس شعبہ کا سربراہ ہو وہ اپنے حلقہ اثر میں حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی تلقین کرے اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلتے رہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ سرزمینِ پاک کے معاشرہ میں اسلامی اقدار کا فروغ نہ ہو جب ملک کے تمام افراد اسلامی رنگ میں رنگے ہوئے ہوں گے تو یقیناً اسمبلیوں میں بھی نظام مصطفےٰ ﷺ پہنچے گا اور یہ ایک ملک تمام ممالک اسلامیہ کے لیے ایک مثال اور آئیڈیل کی حیثیت اختیار کر جائے گا اور یہی وہ وقت ہوگا جب علامہ اقبال اور قائداعظم کے خواب شرمندہ تعبیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی موسلا دھار برسات ہوگی اور حضور ﷺ کی خوشنودی اور رضامندی سے مملکت اسلامیہ کا گوشہ گوشہ اسلامی اقدار اور حسنات اور برکات کی خوشبو سے مہک اٹھے گا۔ فرشتے انسان کی عظمتوں کو سلام کرنے کے لیے آسمان سے قطار در قطار اتریں گے اور ابلیس کسی تاریک گوشہ میں جا کر اپنا منہ چھپا لے گا۔

قابل مطالعہ

☆ دل مردہ ہے اس کی زندگی علم ہے۔ علم بھی مردہ ہے' اس کی زندگی طلب کرنے سے ہے جب علم بڑھتا ہے تو متواضع ہو جاتا ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیق)

☆ زبان کو شکایت سے روکو خوشی کی زندگی ملے گی۔

(حضرت ابوبکر صدیق)

☆ آہستہ بولنا، نیچی نگاہ رکھنا اور درمیانہ چال چلنا ایمان کی نشانی ہے۔ (حضرت عثمان غنی)

☆ شیریں زبان دشمنوں کی تعداد کم کر دیتی ہے۔ (شیخ سعدی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

معمولاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از: حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب (امیر جماعت اہلسنت کراچی)

معمولات مبارکہ:

نبی اکرم ﷺ جب نماز فجر ادا فرما لیتے تو مدینہ طیبہ کے لونڈی غلام آپ کی خدمت اقدس میں پانی کے برتن لے آتے، آپ ﷺ ان میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے کہ وہ پانی برکت والا ہو جائے۔ صحیح مسلم

پھر آپ صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرماتے کہ کیا کوئی بیمار ہے جس کی عیادت کی جائے یا کوئی جنازہ ہے جس کی نماز ادا کی جائے، اگر ایسا ہوتا تو ان امور کو ادا فرماتے۔

جب اپنے صحابہ سے ملتے تو سلام میں پہل فرماتے اور گرمجوشی سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے اور جب تک دوسرا شخص خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ہاتھ نہ چھڑاتے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ بچوں کے پاس سے گذرتے تو آپ نے انہیں سلام کیا۔ آپ ﷺ پیدل چلنے کو پسند فرماتے اور آپ نے گھوڑے، خچر، دراز گوش اور اونٹنی پر بھی سواری فرمائی ہے۔ وسائل الاصول میں ہے کہ جب آپ پیدل چلتے تو عموماً کوئی چھڑی یا عصا لے کر چلتے۔

حضور ﷺ ظاہری صفائی کا بھی بیحد اہتمام فرماتے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ آپ لباس و جسم کی صفائی، مسواک کے ذریعہ منہ اور دانتوں کی صفائی اور الجھے ہوئے بالوں کی صورت میں کنگھی کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ تمام کاموں میں آسانی کو اختیار فرماتے، جب کوئی نیک کام شروع فرماتے تو اسے ہمیشہ کیا کرتے۔ آپ حاجت مندوں کی ضروریات پوری فرماتے اور مسند احمد میں ہے کہ جب کوئی آپ کی خدمت میں مستحقین کے لئے مال لاتا تو آپ اس کیلئے رحمت کی دعا فرماتے۔

آپ کسی سائل کو انکار نہ فرماتے، اگر دینے کو کچھ نہ ہو تو نرمی سے فرماتے کہ فلاں وقت لے جانا۔ کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرہ اقدس اُس سے پھیر لیتے لیکن زبان سے کچھ نہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہ نیچی فرما لیتے۔ جب کوئی آپ کے پاس آتا جس کا نام آپ کو پسند نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل فرما دیتے۔ جب کوئی آپ کے پاس حاضر ہوتا اور آپ اسے خوش دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لے لیتے تاکہ انسیت، ومحبت ہو جائے (طبقات ابن سعد

حضور ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرہ انور کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست فرماتے (ترمذی)

جب آپ کو چھینک آتی تو الحمدللہ فرماتے۔ جب کسی کو چھینک آتی اور وہ الحمدللہ کہتا تو آپ یرحمک اللہ فرماتے (بخاری و مسلم)

جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کو اطلاع فرماتے۔ السلام علیکم فرماتے۔ (ترمذی)

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب کسی کو جمائی آئے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے (بخاری) اور منہ پر ہاتھ بھی رکھنا چاہیے کیونکہ شیطان

منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے۔

بسم اللّٰہ اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث

''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (داخل ہوتا ہوں) اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (بخاری وترمذی)

آپ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے، غفرانک الحمدللّٰہ الذی اذھب عن الاذی و عافانی ''الٰہی! تیری بخشش چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز دور کی اور مجھے آرام عطا کیا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

رحمت عالم ﷺ نے رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا (مسلم)

رفع حاجت کے لئے آپ جب تک زمین کے قریب نہ ہوتے اپنا کپڑا نہ ہٹاتے (ترمذی)

آپ نے برہنہ حالات میں باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد)

آپ جب حالات جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا یا سونا چاہتے تو وضو فرمالیتے (بخاری)

آپ بلاعذر شرعی حالت ناپاکی میں رہنے کو سخت برا جانتے، آپ کا ارشاد ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جہاں تصویر، کتا، یا ناپاک شخص (یعنی جنبی) ہو۔ (ابوداؤد)

سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ نہ پسندیدہ چیز جھوٹ بولنا تھا۔ اگر گھر والوں میں سے کسی کے بارے میں آپ کو علم ہوجاتا کہ اس نے تھوڑی سی بھی غلط بیانی کی ہے تو آپ سخت ناراض ہوتے اور اس سے اس وقت تک گفتگو نہ فرماتے جب تک وہ توبہ نہ کرلیتا۔ آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ کسی چیز سے نیک فال تو لے لیتے مگر یہ بدفال نہیں لیتے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی تربیت اور امت کی تعلیم کے لئے صحابہ کرام سے مشورہ فرماتے تھے۔ جب آپ خوش ہوتے تو چہرہ انور چاند کی طرح چمکتا اور جب ناراض ہوتے تو ناراضگی کے آثار چہرہ اقدس سے ظاہر ہوجاتے۔ جب آپ کو زیادہ غصہ آتا تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو زیادہ چھوتے اور جب آپ کو کوئی خوشی کی بات معلوم ہوتی تو آپ سجدہ شکر ادا فرماتے۔ جب بارش ہوتی تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام اپنے مبارک سروں پر سے کپڑے ہٹادیتے اور بارش کے قطروں کو سروں پر آنے دیتے، آپ فرماتے یہ بارش تازہ تازہ ہمارے پیارے رب تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی اور بڑی برکت والی ہے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ)

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کبھی آہستہ آواز سے تلاوت فرماتے اور کبھی بلند آواز سے اور آپ الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر یعنی صاف صاف تلاوت فرماتے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ اتنی بلند آواز سے تلاوت فرماتے کہ حجرہ مبارک سے باہر صحن میں آپ کی آواز سنی جاسکتی تھی البتہ ازواج مطہرات کے حجروں سے آگے آپ کی تلاوت کی آواز نہیں جاتی تھی (وسائل الوصول)

آپ تین رات دن سے کم وقت میں قرآن کریم ختم نہیں فرماتے تھے اور جب قرآن پاک ختم فرماتے تو کھڑے ہوکر دعا مانگتے تھے (الوفا)

آپ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو تمام اہل وعیال کو جمع کر کے دعا فرماتے اور ختم قرآن کے وقت قرآن حکیم کی ابتدائی پانچ آیات

بھی تلاوت فرماتے۔(وسائل الوصول)

حضور ﷺ نماز چاشت ادا فرمانے کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کا اہتمام فرماتے اور گھر کے کاموں میں ان کی مدد فرماتے (بخاری)

آپ دوپہر کو قیلولہ فرماتے، نمازِ عصر کے بعد سب ازواج مطہرات کے حجروں میں تھوڑی دیر تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں تمام ازواج مطہرات جمع ہو جاتیں اور آپ ان سے بات چیت فرماتے۔ حضور ﷺ عشاء کے بعد دنیاوی گفتگو ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ عشاء کے بعد رات کے ابتدائی وقت میں استراحت فرماتے پھر نصف شب کے بعد نماز کیلئے قیام فرماتے اور تہجد ادا فرماتے پھر شب کے آخر میں وتر پڑھتے اس کے بعد بستر پر تشریف لے آتے اگر رغبت ہوتی تو زوجہ مطہرہ کے پاس جاتے پھر صبح کی اذان کے بعد اگر ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو کر کے نماز کیلئے تشریف لے جاتے۔(شمائل ترمذی)

سید عالم ﷺ جمعہ کے دن اور بعض روایات کے مطابق جمعرات کے دن اپنی مبارک مونچھیں اور ناخن اقدس تراشتے تھے آپ ناخن مبارک کاٹنے کی ابتداء دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے فرماتے اور پھر دائیں کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے انگوٹھے کے ناخن تراشتے اور آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشتے۔ آپ مسواک اور کنگھی کبھی جدا نہ فرماتے اور سر اقدس میں جب تیل لگاتے تو داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے اور اپنا جمال بے مثال آئینہ میں ملاحظہ فرماتے اور دعا فرماتے

اللّٰھم حسنت خَلقی فحسن خُلقی ''اے اللہ! جیسے تو نے مجھے حسین تخلیق فرمایا ہے ایسے ہی میرے اخلاق اچھے بنادے''۔(مدارج النبوۃ)

آپ کسی تاریک گھر میں اس وقت تک تشریف فرما نہ ہوتے جب تک اس میں چراغ وغیرہ نہ جلا دیا گیا ہو، آپ سبزہ اور بہتا ہوا پانی دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ آپ سفر میں ہمیشہ سرمہ دانی، مسواک اور کنگھی ساتھ رکھا کرتے، آپ جب تیل لگاتے تھے تو بائیں ہتھیلی پر تیل نکالتے اور پہلے بھنوؤں پر لگاتے پھر آنکھوں پر اس کے بعد سر میں لگاتے۔ آپ مسواک کرنے کی بیحد تلقین فرماتے، آپ مہینہ میں ایک بار بغلوں کے اور زیر ناف بال صاف کرتے۔

بخاری و مسلم کی روایات میں نبی کریم ﷺ سے خضاب لگانے کی نفی مذکور ہے جبکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اپنی ریش مبارک کو زعفران اور ورس سے خضاب کیا ہے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ سے خضاب لگانا ثابت ہے مگر ایسا بہت کم ہوا ہے کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ خضاب نہ لگانے ہی کی ہے۔(وسائل الوصول) حنفی اور شافعی فقہاء کرام کے نزدیک بھی سیاہ خضاب حرام ہے۔

آقا و مولیٰ ﷺ ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے (شمائل ترمذی)

ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ نویں ذوالحجہ اور دس محرم کو روزہ رکھتے تھے اور ہر ماہ میں کم از کم تین دن روزہ رکھتے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ ﷺ کبھی رات کی نماز (تہجد) نہیں چھوڑتے تھے اگر طبیعت ناساز ہوتی تو بیٹھ کر پڑھ لیتے۔ آپ اشراق کی دو رکعتیں بھی کبھی ترک

نہ فرماتے۔(وسائل الوصول)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بہت مختصر نماز پڑھاتے اور جب تنہا نماز ادا پڑھتے تو بہت طویل نماز ادا فرماتے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کو جب کوئی رنج پیش آتا تو آپ نماز ادا فرماتے۔نفل نمازیں گھر میں ادا کرنا آپ کو محبوب تھا آپ ہر نماز کے بعد تین بار استغفار پڑھ کر پھر دعا فرماتے۔آپ ماہ رمضان میں اس کثرت سے عبادت فرماتے کہ چہرہ اقدس کا رنگ پھیکا پڑ جاتا، آخری عشرے کی تمام راتیں جاگتے اوراعتکاف بھی فرماتے(وسائل الوصول)

نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر الٰہی فرماتے تھے۔(بخاری ومسلم)

اگر آپ کے اصحاب میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ہر تیسرے روز اس کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے، آپ ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی تلقین فرماتے کیونکہ اس سے باہمی ربط اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپ تحفہ قبول فرماتے اور اس کا بہتر بدلہ عنایت فرماتے۔آپ کا ارشاد گرامی ہے۔تین چیزیں یعنی تکیہ، تیل وخوشبو اور دودھ جب دی جائیں توانہیں لینے سے انکارنہیں کرنا چاہیے۔(ترمذی)

جب کوئی آپ کو کھانے کی دعوت دیتا اور آپ کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھی ہوتا جسے دعوت نہ دی گئی ہوتی تو آپ میزبان سے فرماتے یہ شخص میرے ساتھ آ گیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو یہ کھانے بھی شریک ہو ورنہ واپس چلا جائے۔آپ تنہا کھانا تناول نہیں فرماتے تھے آپ کو وہ دسترخوان زیادہ پسند تھا جس پر بہت سے لوگ مل کر کھانا کھائیں۔ آپ کے گھر کوئی مہمان آتا تو اس کی بیحد تواضع فرماتے بار بار کھانے کو پوچھتے اور جب کھانا پیش فرماتے تو اصرار کے ساتھ کھلاتے (وسائل الوصول)

رحمت عالم ﷺ اکثر وبیشتر جنگل کی طرف نکل جاتے کئی صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔وہاں آپ اور آپ کے اصحاب کھاتے پیتے اور لکڑیاں جمع کرتے۔(ایضاً)

آپ اچھے اشعار کو پسند فرماتے تھے، آپ فرماتے تھے کہ یہ شعر کافروں کو تیر سے بھی زیادہ تیزی سے لگتے ہیں۔(ترمذی)

آپ حضرت حسان کیلئے مسجد میں منبر بچھاتے جس پر کھڑے ہو کر وہ حضور ﷺ کے فضائل وکمالات بیان فرماتے۔(بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی مبارک مجلس میں سو سے زائد مرتبہ بیٹھا آپ کے سامنے صحابہ کرام شعر پڑھتے زمانہ جاہلیت کی باتیں ایک دوسرے کو سناتے آپ خاموش رہتے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ مسکرادیتے۔ (شمائل ترمذی)

آپ حرام اور ناجائز باتوں کے علاوہ کسی بات پر اصحاب کو نہیں جھڑکتے تھے کوئی تین روز تک مجلس میں نہ آتا تو لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت فرماتے اور عذر معلوم ہونے پر اس کیلئے دعا فرماتے (وسائل الوصول)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول معظم ﷺ ہر وقت غمگین اور متفکر رہتے تھے اور آپ کو آرام سکون سے کوئی واسطہ نہیں تھا آپ زیادہ تر خاموش رہتے اور بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے کلام کی ابتداء اور انتہاء میں زیادہ وضاحت فرماتے جامع کلمات کے ساتھ مفصل کلام فرماتے لیکن نہ کوئی لفظ ضرورت سے زائد

ہوتا اور نہ کوئی کم۔ آپ نہ تو سخت طبیعت تھے اور نہ ہی دوسروں کو حقیر سمجھنے والے آپ نعمت کی قدر فرماتے اگرچہ تھوڑی ہی ہو اور کھانے پینے کی چیزوں کی نہ تو برائی کرتے اور نہ تعریف۔ آپ دنیا اور اس کے مال ومتاع کی وجہ سے غضب ناک نہیں ہوتے تھے البتہ جب کہیں حق بات سے تجاوز کیا جاتا تو آپ کا غصہ اس وقت تک دور نہیں ہوتا تھا جب تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیتے آپ اپنی ذات کیلئے نہ ناراض ہوتے اور نہ انتقام لیتے۔

آپ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب تعجب فرماتے تو ہاتھ مبارک کو اوپر نیچے کرتے اور جب گفتگو فرماتے تو دائیں ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے پیٹ پر مارتے۔ جب آپ ناراض ہوجاتے تو چہرہ انور کو پھیر لیتے اور کنارہ کش ہوجاتے اور جب خوش ہوجاتے تو نگاہیں جھکا لیتے، آپ کی ہنسی عموماً مسکراہٹ ہی ہوتی تھی اور آپ کے اولوں کی طرح سفید وچمکدار دندان مبارک ظاہر ہوجاتے (شمائل ترمذی)

ایک اور روایت میں آپ کا ارشاد ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی خاموشی کے چار اسباب تھے۔ اول حلم، دوم احتیاط، سوم اندازہ، چہارم تفکر آپ کا اندازہ اس لئے تھا کہ سب حاضرین پر نظر رہے اور آپ ہر ایک کی بات پوری توجہ سے سماعت فرمائیں۔ آپ کا تفکر اس لئے تھا کہ آپ فنا ہونے والی اور باقی رہنے والی چیزوں کی حقیقت سے آشنا تھے اور ان کے بارے میں سوچا کرتے تھے۔ آپ کا حلم صبر آمیز تھا اسلئے آپ کبھی بھی اپنی ذات کی خاطر غصہ نہ کرتے تھے۔ آپ کی احتیاط چار خوبیوں کی جامع تھی:

اول: نیک باتیں اختیار کرنا تاکہ لوگ آپ کی پیروی کریں۔

دوم: بری باتوں سے دور رہنا تاکہ لوگ ان سے باز رہیں۔

سوم: ہر اس چیز کی کوشش کرنا جس کا امت کو فائدہ ہو۔

چہارم: ان امور کا اختیار کرنا جو امت کے لئے دنیا وآخرت دونوں میں فائدہ مند ہو۔ (کتاب الشفاء ج اول)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا جو وقت اپنے گھر میں گزرتا تھا آپ اس میں کیا کرتے تھے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ اپنے گھر کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لئے ایک حصہ گھر والوں کے لئے اور ایک حصہ اپنے ذات اقدس کے لئے پھر اپنا ذاتی حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے اور (اپنے فیوض وبرکات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں کے لئے پہنچادیتے اور ان سے نصیحت وہدایت کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے۔ امت کے لئے مخصوص وقت میں خاص صحابہ کرام کو گھر میں آنے کی اجازت عطا فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے لحاظ سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔

ان میں سے کسی ایک کی دینی ضرورت ہوتی کسی کی دو یا زائد آپ ان کی ضروریات پوری فرماتے اور ان کو ان کی اپنی اور امت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول فرماتے۔ آپ ان سے ان کے مسائل دریافت فرماتے اور مناسب حال ہدایت ارشاد فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو حاضر ہیں انہیں چاہیئے کہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچادیں نیز یہ بھی فرماتے کہ جو لوگ مثلاً عورتیں بیمار ضعیف وغیرہ مجھ

WWW.NAQSEISLAM.COM

تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے تم ان کی حاجتیں مجھ تک پہنچا دیا کرو کیونکہ جو شخص کسی ایسے آدمی کی حاجت اختیار والے تک پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا، بارگاہ نبوی میں ایسی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور دوسری وفضول بے فائدہ باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ لوگ آپ کے پاس علم وفضل کی طلب میں آتے اور حصول علم کے علاوہ کچھ نہ کچھ کھا کر جاتے اور بھلائی کے رہبر بن جاتے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا جو وقت گھر سے باہر گذرتا تھا اس میں آپ کیا کرتے تھے؟ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آقا ومولیٰ ﷺ اکثر خاموش رہتے اور اپنی زبان مبارک کو مفید وضروری کلام کیلئے استعمال فرماتے۔ صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدا نہ ہونے دیتے۔ آپ ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اُسے ان پر حاکم مقرر فرماتے۔ لوگوں کو عذاب سے ڈراتے اور ان سے احتراز کرتے لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے اپنے صحابہ کرام کی خبر گیری کرتے اور ان سے لوگوں کے حالات بھی دریافت فرماتے۔ آپ ہمیشہ اچھی بات کی تعریف اور تائید فرماتے اور بری بات کی برائی ظاہر فرماتے اور اس کی تردید فرماتے۔

آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے اور صحابہ کرام سے بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سُست نہ ہو جائیں۔ آپ ہر حال میں مستعد رہتے اور حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ ہی حق سے تجاوز فرماتے جو لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے وہ سب لوگوں سے بہتر ہوتے سب سے افضل آپ کے نزدیک وہ ہوتا جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا اور آپ کے نزدیک وہ شخص بڑے مرتبے والا ہوتا جو لوگوں کی مدد اور غم خواری کرتا ان سے اچھا برتاؤ کرتا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد گرامی سے آقا ﷺ کی مجلس مبارک کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضور ﷺ اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔ آپ جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی، وہاں تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے۔ ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے اور سب سے اس طرح پیش آتے کہ کوئی یہ نہ سمجھتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ باعزت ہے۔ آپ ﷺ کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق سب کیلئے تھا چنانچہ آپ لوگوں کیلئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے۔

رحمت عالم ﷺ کی مبارک مجلس حلم، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی، نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی کسی کی عزت پر عیب لگایا جاتا۔ اس مبارک مجلس کی غلطیاں (اگر بالفرض کسی سے سرزد ہو جائیں) پھیلائی نہیں جاتی تھیں اہل مجلس آپس میں برابر ہوتے تھے صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے۔ اہل مجلس تواضع، عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے، حاجت مندوں پر ایثار کرتے اور مسافر کے حقوق کا خیال رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مقدس رسول ﷺ کی بین الاقوامی حیثیت

تحریر: حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، (مدرس دارالعلوم امجدیہ)

جس طرح کہ ہمارا خدا بین الاقوامی بلکہ بین الکائناتی خدارب العالمین اسی طرح ہمارے رسول اعظم بھی بین الاقوامی رسول ہیں۔اور جس طرح کہ ہماری کتاب یعنی قرآن بین الاقوامی کتاب ہے۔اسی طرح ہمارے رسول کی امت بھی بین الاقوامی امت ہے۔آج اقوام عالم میں چونکہ ہمیں ہی اسلام کے دامن سے وابستگی کا شرف حاصل ہوا ہے۔اس لئے دنیا کی دوسری قومیں ہمیں ایک فرقہ سے تعبیر کرتی ہیں اور اسی طرح ہمارے رسول ﷺ کو بھی ایک خاص فرقہ کا رسول تصور کرتی ہیں اور ہماری کتاب کے بارے میں یہ بھی یہی کہا جاتا ہے کہ یہ خاص مسلمانوں کی کتاب ہے اور امت مسلمہ کو بھی ایک محدود امت خیال کرتی ہیں مگر حقیقت امر یہ ہے کہ ہمارے رسول بین الاقوامی رسول ہیں اور قرآن بھی بین الاقوامی کتاب ہے اور امت مسلمہ بھی بین الاقوامی امت ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان چار پہلوؤں کے بین الاقوامی ہونے پر مختصر سا تبصرہ کیا جائے اور پھر رسول اعظم ﷺ کی بین الاقوامی حیثیت پر تفصیل سے بحث کی جائے۔

خداعزوجل:

جہاں تک خدا تعالٰی کی ذات اور اس کی صفات کا بین الکائناتی ہونا ہے وہ حسب ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لہٰذا تم اس کی عبادت و بندگی کرو وہی ہر چیز پر کارساز ہے۔

نتیجہ: اس آیات نے واضح طور پر یہ ثابت کر دیا جس جس چیز پر شے کا اطلاق ہوتا ہے ہر اس چیز کا پیدا کرنے والا وہی واحد حقیقی ہے اور اس کی عبادت اس لئے کرنی ضروری ہے کہ مذکور بالا صفات کی وجہ سے ذاتی طور پر معبود بننے کا استحقاق رکھتا ہے۔

ترجمہ: سُن لو اس کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے جو اللہ رب العزت ہے سارے جہاں کا۔

نتیجہ: پیدا کرنا خلق ہے اور پیدا کرنے کے بعد تکوینی یا تشریحی احکام دینا یہ امر اور یہ دونوں اسی کے قبضہ واختیار میں ہیں اسی طرح وہی ساری خوبیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے۔

ترجمہ: اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے تابعدار ہیں۔اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمین وآسمان پر ہر چیز اسی کی مِلک ہے اور ہر چیز اسی کے زیر فرمان ہے۔

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام:

جہاں تک ہمارے رسول کی بین الاقوامی حیثیت کا تعلق ہے وہ حسب ذیل آیات سے واضح اور ظاہر ہے۔

ترجمہ: اے محبوب آپ فرمادیں کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

نتیجہ: آپ کی بعثت مبارک تمام دنیا کے لوگوں کے لئے عام ہے عرب کے اُمتی لوگوں یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں بلکہ جس جس چیز پر انسانیت کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہر اس چیز کے لئے آپ رسول ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ شہنشاہ مطلق اسی طرح آپ اس کے رسول مطلق ہیں۔ آپ ہدایت و کامیابی کی صورت بجز اس کے نہیں کہ اس جامع ترین و عالمگیر صداقت کی پیروی کی جائے جس کو آپ لے کر آئے۔

اس آیت میں واضح ہے کہ حضور کی عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر ملائکہ ہوں یا دیگر مخلوقات یہاں صرف دو شہادتوں پر اکتفا کروں گا کیونکہ مجھے اس پہلو پر آگے بہت کچھ کہنا ہے۔

قرآن مجید:

جہاں تک ہماری کتاب قرآن کا تعلق ہے یہ اپنی افادیت، جامعیت جاذبیت اور تعلیم وہدایت کی وسعت کے لحاظ سے ایک بین الاقوامی کتاب ہے۔ کیونکہ یہ کتاب جس طرح مشرق ومغرب کے لئے ہدایت نامہ دین و دیانت ہے۔ اسی طرح شمال وجنوب کے لئے بھی قانونی کتاب ہے اور اس کی تعلیمات کسی ملک و برادری قوم و زبان کے لئے محدود نہیں اس کتاب کا بین الاقوامی ہونا حسب ذیل آیات سے ہے۔

ترجمہ: نہیں ہے یہ مگر نصیحت سارے جہاں کے لئے۔

ترجمہ: یہ کتاب تو ذکر اور قرآن ہے تا کہ اس شخص کو جو زندہ ہے اس کے برے انجام سے باخبر کر دے۔

ان آیات کے نفس ترجمے ہی سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بین الاقوامی کتاب ہے۔

اُمت مسلمہ:

جہاں تک امت مسلمہ کے بین الاقوامی اور اشرف الاقوام ہونے کا تعلق ہے۔ وہ ذیل کی آیات سے ثابت ہے۔

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اے مسلمانوں! خدا تعالیٰ نے تم کو تمام امتوں میں بہترین امت قرار دیا۔ جس طرح کہ نبی آخر زماں محمد رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں میں افضل ہوں گے اسی طرح آپ کی امت بھی جملہ اقوام عالم پر ایک گونہ سبقت لے جائے گی۔ کیونکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا۔ گویا اس کا وجود ہی اس لیے ہوگا کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اس آیت میں اشارہ ہی اس طرف ہے کہ وہ اقوام عالم کی رہنمائی کرے گی۔ خلاصہ یہ کہ آیات بالا کی روشنی میں یہ نتیجہ بالکل ظاہر و بدیہی ہے کہ جس طرح ہمارا خدا بین الکائناتی خدا ہے اسی طرح ہمارے رسول بین الاقوامی رسول ہیں۔ ہماری کتاب بھی بین الاقوامی کتاب ہے۔ اور امت مسلمہ بھی بین الاقوامی امت ہے۔

آیئے اب ہم اپنے رسول محترم ﷺ کی بین الاقوامی حیثیت پر ذرا تفصیل سے بحث کریں اور یہ دیکھیں کہ مجمع انبیاء میں اور اولین و آخرین میں ہمارے رسول کی کیا شان ہے۔ اس وقت جبکہ کائنات

عالم کی کوئی چیز عالم میں وجود میں نہ آئی تھی نہ عرش وکرسی نہ لوح وقلم نہ جنت ودوزخ نہ آسمانی مخلوق نہ ارضی مخلوق رب العزت تبارک وتعالیٰ نے محرم اسرار ارواح انبیاء کو مخاطب فرمایا اور اس بین الاقوامی رسول پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کا عہد واقرار لیا جس کی تفصیل تیسرے پارہ کے آخری رکوع میں موجود ہے۔

واذ اخذاللہ میثاق النبین لمآء اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤ منن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذتم علی ذٰلکم اصری ط قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھد ین۔ فمن تولّی بعد ذٰلک فاُولٰئک ھم الفٰسقون .

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

عالم ارواح کے اس میثاق ازلی کا نتیجہ کیا ہوا اس نتیجہ پر امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے تیز روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی کہ اس روایت کو اکثر مفسرین نے انہی آیات کے تحت بیان کیا روایت ہے۔

لم یبعث اللہ نبیامن آدم فمن د ونہ الااخذ علیہ العھد فی محمد صلّی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیومنن بہ ولینصر نہ اخذ العھد بذلک علیٰ قومہ

ترجمہ، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد ﷺ کے بارے میں عہد لیا گیا اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

قرآن کریم کی آیت اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ نتیجہ بالکل صاف ظاہر ہے کہ تمامی وہ انبیاء جو دنیا میں اپنی قوموں اور قبیلوں کی طرف پیغمبر وہادی بنا کر بھیجے جانے والے تھے یا بھیجے گئے تھے اور ان کی وہ تمام امتیں جو آگے چل کر اپنے اپنے پیغمبروں کے ناموں سے منسوب ہونے والی تھیں ان سب نبیوں سے خدا تعالیٰ نے اقرار لیا اور ان نبیوں و رسولوں نے اپنی اپنی امتوں سے عہد واقرار لیا کہ اگر تمہارے زمانے میں وہ بین الاقوامی رسول بلکہ رسولوں کے رسول ہادی گل تشریف لائیں اور تم ان کا زمانہ نبوت ورسالت پاؤ تو ضرور بالضرور تم کو ان پر ایمان لانا ہوگا۔ اس اقرار سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ وہ رسول کسی خاص قوم کے یا قبیلہ کے نبی ورسول نہ ہوں گے بلکہ وہ بین الاقوامی رسول ہوں گے۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے ازل میں انبیاء کرام کی پاک روحوں سے اس نبی برحق پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد واقرار لیا اور پھر دنیا میں ان نبیوں اور رسولوں کو اس عہدہ رسالت ونبوت سے سرفراز فرمانے کے بعد انہیں ان کے کئے ہوئے اقرار کو یاد بھی دلایا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمامی انبیاء نے اپنی اپنی قوموں اور امتوں کے سامنے بارہا اس نبی برحق کی تشریف آوری کی خوشخبریاں بھی سنائی ہیں۔ بے موقع نہ ہوگا کہ یہاں آپ کے سامنے تاریخی حیثیت سے چند انبیاء کرام کی ان شہادتوں وبشارتوں کا

ذکر کیا جائے جو ہمارے رسول اعظم ﷺ کے بارے میں کی گئی ہیں اور یہ کہ وہ ساری بشارتیں اس بین الاقوامی رسول پر ہی صادق آتی ہیں اور پوری اترتی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام:

صحیفہ آدم کی کتاب بشارت آیت ۱۹ میں آدم علیہ السلام نے فرمایا خداوند نے کہا کہ وہ بڑا نشان جو تیری اولاد میں فخر ہے وہ آئے گا وہ روحوں کو تسکین دے گا اور اور امین وصادق ہوگا میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور ظاہر فتح اسی کے ہاتھ ہے (تاریخ العرب مطبوعہ بیروت ۱۲۹)

حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے ایک عظمت والی بات کہتا ہوں اس کو تم یاد رکھو اور آنے والوں کو بشارت دو کہ سب ہادیوں سے افضل ایک راہ حق دکھانے والا آئے گا۔ جو تمہاری صنف ضعیف اور حقیر طبقہ کو بلندی پر پہنچائے گا وہ حق کا سب سے بڑا منادی ہے (تاریخ العرب ۱۴۶)

حضرت ادریس علیہ السلام:

حضرت ادریس علیہ السلام نے صحیفہ نیموت العرفان باب پنجم آیت ۱۰ میں فرمایا خدا کے پاک احکام میں نے پہنچائے اور جو پہنچانے والے پہنچائیں گے وہ جب تم بھول جاؤ گے تو ایک روشن چہرہ والا آئیگا جو تمہیں یاد دلائے گا۔ (تاریخ العرب ۲۰۱)

حضرت ہود علیہ السلام:

حضرت ہود علیہ السلام نے کنز المعارف جلد یحییٰ باب ہفتم میں فرمایا:۔

ترجمہ: بیشک میرے زمانے کے بعد ایک عظیم الشان نبی آئے گا۔ بے شک میں خوشخبری دیتا ہوں کہ وہی لوگوں کے لئے رحمت ہوگا اور اس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ سینا سے نکلا سعیر سے چمکا اور فاران ہی کی پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ (کتاب پیدائش باب ۱۷ھ۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ وکیل (فارقلیط) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مجھے تم سے اور بھی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی حق کی وحی آئے گی تو تم کو راہ حق دکھائے گی۔ (کتاب یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۴،۷)

پیغمبر اعظم ﷺ کے بارے میں یہ ان برگزیدہ نبیوں کی شہادتیں تھیں جن کا دین آسمانی رہا ہے۔ تاریخی حیثیت سے یہ شہادتیں صاف طور پر اس رسول اعظم ﷺ کی تشریف آوری کو بتا رہی ہیں جو بین الاقوامی رسول ہوگا مگر یہاں مزید شہادتوں کا پیش کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ہندو مذہب:

ہندو دھرم اگر چہ ہمارے نزدیک آسمانی دین نہیں ہے مگر بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ ان میں بھی کوئی نبی آیا ہو اور مرور زمانہ سے ان کے مذہب و دھرم کی وہ شکل نہ رہی ہو جو پہلے تھی فساد بگاڑ کے بعد موجودہ شکل اختیار کر گیا ہے۔ بہر حال ہندو دھرم کی کتابوں کی شہادتیں بھی ہمارے رسول اعظم ﷺ کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔

مہادیوجی:

کلنکی پران میں جس مرسل اور اوتار کا ذکر ہے۔ وہ مخلوق سے نہیں ڈرے گا نہایت شجاع اور عرفان والا ہوگا۔

رگوید:

رگوید منتر میں آپ کا نام احمد اور تھروید میں محمد ﷺ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ لاالہ ھرلی پاپن الا اللہ یرم پرم جنم بیکنٹھ پرایت ہوئی تو جئے محمد کا نام یعنی ہمیشہ کی بہشت چاہتے ہو تو نام محمد ﷺ کا وظیفہ کرو۔

گرسائیں تلسی درس:

لکھتا ہے کاشی پربت یا دھن تیرتھ سبھی ناکام بیکنٹھ باس نہ پائی بنا محمد نام اس بین الاقوامی رسول کے بارے میں دنیا کے اہل مذاہب کی یہ چند شہادتیں ہیں جو اس وقت پیش کر سکا ہوں۔ ان تمام شہادتوں سے یہ بات بالکل صاف اور واضح ہے کہ ہمارے رسول معظم ﷺ بین الاقوامی شان کے مالک ہیں اور یہ کہ دنیا کی تمام قوموں اور ان کی کتابوں میں ان کا چرچا اور تذکرہ ہوتا رہا اور دنیا برابر ان کا انتظار کرتی رہی یہاں تک کہ اس سردار رسل نے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو صحن عالم میں بصد جاہ وجلال قدم رکھا ہے ظہور قدس کے بعد تمام وہ اہل مذاہب جو نور عقل وانصاف رکھتے تھے اپنی اپنی کتابوں کی شہادتوں کے مطابق حضور ﷺ پر ایمان لائے اور اسلام کی عالمگیر برادری میں شامل ہو گئے اور وہ کہ جن کی آنکھوں پر تعصب کا پردہ تھا انہوں نے نہ مانا انکار کیا منکرین رسالت محمدیہ ﷺ پر ہم یہ الزام قائم کرتے ہیں اور اس الزام کا دنیا کی کسی قوم کے پاس نہ کوئی جواب ہے نہ ہو سکتا ہے الزام یہ ہے کہ اگر تم ہمارے رسول کو نہیں مانتے ہو اور ان کی رسالت عامہ کا انکار کرتے ہو تو بتاؤ وہ رسول کہاں گیا جس کی آمد کا تذکرہ تمہاری کتابوں میں اور ان کی تشریف آوری کی بشارتیں تمہارے نبیوں کی زبانوں پر رہی ہیں آخر وہ رسول کہاں گیا۔ اگر ہمارے رسول اعظم ﷺ کو نہیں مانتے ہو تو تمہارے رسولوں کی دی ہوئی خبریں اور تمہاری کتابوں کی بشارتیں سب جھوٹی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ تو ہمارے رسول اعظم ﷺ کا مذاہب عالم واقوام عالم پر زبردست احسان ہے کہ عرب کی سرزمین پر ظاہر ہو کر اور رسالت عامہ کا تاج زیب سر کر کے تمام آسمانی کتابوں کی شہادتوں اور نبیوں کی بشارتوں کو سچا ثابت کیا اور کیوں نہ ہوتا کہ ارواح انبیاء سے اقرار عہد سے پہلے ہی خالق عالم نے یہ ارشاد فرمایا کہ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم.

ترجمہ: یعنی پھر آئیگا تمہارے پاس وہ رسول کہ تصدیق کرنے والا ہوگا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے یعنی تمہاری نبوتوں وکتابوں اور صحیفوں کی تصدیق کرتا ہو بلا شبہ یہ وصف حضور علیہ الصلوۃ السلام کا ہی ہے کہ وہ تمام انبیاء کی اور ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتے ہیں۔ اس تفصیل سے یہ دعویٰ بالکل ہی ثابت ہوگیا کہ ہمارے رسول اعظم ﷺ بین الاقوامی رسول ہیں۔

رحمتِ العالمین ﷺ

حضرت علامہ عارف اللہ شاہ قادری اشرفی صاحب

تمام دنیائے انسانیت پر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عظیم رحمت ہے کہ آپ نے یہ ارشاد ربانی سنایا۔ وَ لَقَد کَرَّمنا بنی آدم (اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا فرمائی) سنا کر انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا اعلان فرمایا۔ تعلیم الاسلام سے پہلے انسان کے احساس کمتری کا یہ عالم تھا کہ کبھی اس کا سر بلند پہاڑوں سرسبز درختوں بہتے دریاؤں اور آگ کے شعلوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا اور کبھی خوفناک درندوں کی بھیانک صورتوں اور چمکتے تاروں کے سامنے جبین عقیدت جھکا تا تھا۔ عرب کے رہنے والے اپنی اس پست ذہنیت کا مظاہرہ خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں کو اپنا معبود جان کر کیا کرتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس زمانے کی کوئی قباحت اور کوئی عیب ایسا نہ تھا جو ان میں پایا نہ جاتا ہو۔

بتوں کے نام پر انسان کی قربانی۔ باپ کی منکوحہ بیویوں کا بیٹوں میں بطور وراثت تقسیم ہونا قمار بازی وشراب خوری، دو حقیقی بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا اور فحاشی و بے حیائی اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور اس سے بڑھ کر معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنا لڑائی کے موقعہ پر انسانی جانوں کو زندہ جلا دینا شب و روز ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

یہ عالمگیر بربریت و وحشت کچھ حجاز کے رہنے والوں ہی کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ دنیا کے دوسرے گوشے جو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تھے۔ ایسے تاریک ماحول اور مکدّر فضا میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے اس معصوم نبی ﷺ کا انتخاب ہوا۔ جس نے اپنوں کے ظلم سہہ کر اور بیگانوں کے تیر کھا کر اپنی پاکیزہ تعلیم و تربیت کا آغاز فرمانے کے لئے اس عظیم درس گاہ کا سنگ بنیاد رکھا جہاں حبشہ کے بلال جیسے غریب سے لے کر عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن زبیر جیسے معمولی لوگ ایک ہی چٹائی پر بیٹھ کر کسبِ فیض کیا کرتے تھے۔

بزم کائنات کی یہی وہ انوکھی تعلیم گاہ تھی جہاں نہ نسلی امتیاز تھا اور نہ رنگ وروپ کا سوال تھا نہ ذات پات کی بے جا تقسیم تھی اور نہ ملکی و وطنی عصبیت کا جذبہ تھا اس کا دروازہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام ملکوں کے لئے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو سب سے پہلے یہ بتایا کہ آسمان کی بلند و بالا چیزیں ہوں یا کرہ ارض پر پھیلی ہوئی مخلوق ہو یہ سب تمہارے لئے ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے لئے پیدا فرمایا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وسخر لکم اللیل و النھار والشمس والقمر والنجوم مسخرٰت بامرہ (النحل)

یعنی اللہ تعالیٰ نے رات اور دن سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر فرمایا اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر کر دیئے گئے۔

قرآن کریم کے ان واضح ارشادات نے انسان کی آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ اٹھایا اور اس کی عقل وخرد نے اپنی کم نظری وتنگ خیالی کو محسوس کر لیا۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وتربیت نے جہاں اس حقیقت کو بے نقاب کیا وہاں اس کے ساتھ ہی یہ بھی سکھایا کہ تمام کائنات کا مقصود تمہارا وجود ہے اور تمہاری پیدائش کا عظیم منشاء خالق کائنات کی عبادت اور تمہاری سجدہ ریزی و اطاعت شعاری کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون جن اور انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت الٰہی ہے اسلام کی اسی تعلیم کا اثر یہ تھا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عقیدۂ توحید ورسالت اپنی زندگی راس المال سمجھتے تھے اور ان کو دنیا کی کوئی قوت اس سے نہ پھیر سکی۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بعض صحابہ کرام سخت مالی مشکلات مبتلا تھے اور ان کی غربت وافلاس کی وجہ سے مخالفین اسلام نے اپنی دولت وثروت کا لالچ دے کر ان کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن محبت نبوی میں اسلامی تعلیمات کا جو رنگ چڑھا تھا وہ اترنا تو درکنار بلکہ ان کی قوت ایمانی نے اس قسم کی بڑی سے بڑی پیشکش کو پائے حقارت سے ٹھکرایا۔ چنانچہ ایک بار حضور سرور عالم ﷺ نے ایک صحابی سے (جن کا نام حضرت کعب بن مالک تھا) غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی بناء پر ناراض ہوگئے اور تمام صحابہ کرام نے ان سے نہ صرف اپنا تعلق قطع کر لیا بلکہ سلام وکلام بھی ترک کر دیا۔

حضور ﷺ کے اس حکمت آمیز طرز عمل اور صحابہ کرام کی کشیدگی نے حضرت کعب بن مالک کو سخت ہراساں کر دیا۔

اس واقعہ کی خبر دور دور تک پھیل گئی اور مخالفین اسلام نے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ شاہ غسان نے ایک خط حضرت کعب بن مالک کے نام بھیجا جس میں تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کیا ہے لیکن خدا تم کو ذلت اور کسمپرسی کی حالت میں نہ رہنے دے گا تم فوراً ہم سے آکر ملاقات کرو ہم اپنی دولت کے ذریعہ تمہاری مدد کریں گے اس خط کا مضمون ایک ضعیف الایمان کا دل ڈانواڈول کر سکتا تھا لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھ کر نظر آتش کر دیا اور بڑی حسرت سے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اب کفار میری پریشان حالی دیکھ کر مجھ کو لالچ بھری نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔

یہ تھا حضور اکرم ﷺ کی تعلیم وتربیت کا اثر ان عرب کے باشندوں پر جو سالہا سال سے کسی پاکیزہ صحبت اور الہامی تعلیم سے محروم تھے۔ انسان مال ودولت کی طرف سے آنکھ بند کر سکتا ہے اور اگر مضبوط قوت ارادی سے کام لے تو مصائب وآلام پر بھی قابو پا سکتا ہے لیکن والدین بھائی بہن اور بال بچوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔

آپ آیئے اور ان فرزندانِ اسلام کی زندگی کا جائزہ لیجئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے تعلق منقطع کر لئے تھے بلکہ یوں کہیے کہ ان کا ہر قسم کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتا تھا اور اگر ان میں سے کوئی چیز رضائے الٰہی حاصل کرنے میں رکاوٹ ڈال دیتی

تو وہ اس چیز سے تعلق منقطع کرنا پسند کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب اسلام قبول کیا تو ان کی مشرکہ ماں نے قسم کھا کر اعلان کر دیا کہ جب تک میرا بیٹا اسلام نہ چھوڑیگا اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیئوں گی اور نہ سعد بن ابی وقاص سے بات کروں گی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قسم پوری کی یہاں تک کہ تیسرے دن کے فاقہ میں وہ بیہوش ہوگئیں لیکن اس واقعہ کا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے اپنی ماں سے صاف صاف کہدیا کہ اگر تمہارے جسم میں ہزار جانیں ہوں وہ ایک ایک کر کے نکل جائیں تب بھی میں اس دین کو نہ چھوڑوں گا۔ تعلیمات نبویہ پر استقامت اور احکام اسلام پر عمل کرنے کا بے پناہ جذبہ نہ صرف مردوں کے ساتھ مخصوص تھا بلکہ خواتین بھی اس معرکہ امتحان میں ثابت قدم رہیں اور انہوں نے کبھی کسی موقعہ پر اپنے دامن عمل کو داغ دار نہ ہونے دیا۔ چنانچہ ایک دن حضرت عمار کی والدہ کو (جن کا نام سُمَیّہ تھا) محض اس بناء پر کہ وہ اسلام قبول کر چکی تھی کفار نے ان کو جھلسا دینے والی دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ اسی حالت میں حضور انور ﷺ کا اس طرف سے گزر ہوا آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے ابوجہل یہ بات سن کر بھڑک اٹھا اور اس نے برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا۔ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت پانے والی یہی خاتون تھیں۔ جب کفار مکہ کی سختیاں انتہاء کو پہنچیں اور ان کو احکام نبویہ پر عمل کرنے میں دشواریاں پیش آنے لگیں تو حضور ﷺ کے مشورہ سے مسلمانوں کا ایک مختصر سا قافلہ حبشہ روانہ ہوگیا۔ قریش کو بھلا یہ کیسے گوارہ ہوتا کہ مسلمان اطمینان سے حبشہ میں رہ سکیں انہوں نے اپنا ایک وفد نجاشی شاہ حبشہ کے پاس بہت سے تحفے دیکر روانہ کیا اور نجاشی کے دربار میں حاضری سے قبل دربار کے وزراء وعمال کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ شاہ حبش کو مکہ کے ان مصیبت زدہ مسلمانوں کو اپنی قلم رو سے نکل جانے کا حکم دلانے میں مدد کریں چنانچہ اس کاروائی کے بعد دربار شاہی میں پہنچ کر درخواست پیش کی کہ ہمارے چند سادہ لوح لڑکوں نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر ایک نئے مذہب کو قبول کر لیا ہے۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے درباری وزراء نے تائید کی۔ نجاشی نے جواب دیا کہ جب تک میں خود تحقیق نہ کر لوں اس وقت تک ان پناہ گزینوں کو تمہارے حوالے نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ نجاشی نے اپنے دربار میں مسلمانوں کو بلوایا اور مسلمانوں نے بالاتفاق طے کر لیا کہ جو بات دریافت کی جائے اس کا صحیح جواب دیا جائے اور اس کام کے لئے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کیا گیا۔

چنانچہ مسلمان جیسے ہی دربار عام میں پہنچے شاہ حبش نے دریافت کیا کہ تم نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر کون سا دین اختیار کر لیا ہے۔ حضرت جعفر نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔ اے بادشاہ ہم ایک جاہل قوم تھے بتوں کو پوجنا مردار کھانا قطع رحم کرنا فواحش میں مبتلا رہنا پڑوسیوں کے ساتھ بُرا برتاؤ کرنا کمزور کو دبانا ہمارا شیوہ تھا اب ہم میں خدا نے ایک ایسا پیغمبر مبعوث کیا جس نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد و برتر کی عبادت کرنے۔ سچ بولنے امانت ادا کرنے صلہ رحمی کرنے حرام باتوں اور خون ریزی سے بچنے فواحش سے پرہیز کرنے پڑوسیوں اور کمزوروں کے ساتھ پیش اچھی طرح

پیش آنے کا حکم دیا۔ ہمارے نبی نے نماز روزہ اور زکوۃ کی پابندی کرنے اور یتیموں کا مال نہ کھانے اور عورتوں کی آبرو ریزی نہ کرنے کا حکم دیا۔

اے بادشاہ! جب سے ہم نے اپنی نبی ﷺ کی اس تعلیم پر عمل کرنا شروع کیا اُسی وقت سے ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی۔

نجاشی نے کہا تم کو خدا کا کلام یاد ہے اور تم کچھ سنا سکتے ہو۔ حضرت جعفر نے سورۃ کھیٰعص کی ابتدائی آیات تلاوت کیں جن کو سن کر شاہ حبش اور اس کے درباری رونے لگے۔ نجاشی نے سن کر کہا یہ کلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا مذہب ایک ہی چراغ کے دو پرتو ہیں۔

مکہ کے وفد نے اپنی ناکامی دیکھ کر دوسرے دن بادشاہ سے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں آپ بلا کر دریافت کیجئے چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ قرآنی تعلیم کی رو سے وہ خدا کے بندے اس کے رسول اور روح اللہ ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ نہیں تھے۔ قریش کی یہ سفارت ناکام ہوگئی اور تعلیمات نبویہ کے یہ ابدی نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

وماعلینا الا البلاغ المبین۔

☆

☆ ☆ ☆

☆

﴿ حدیث نور ﴾

عبدالرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال : سالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن اول شیء خلقہ اللّٰہ تعالی فقال: ھو نور نبیک یاجابر ثم خلق فیہ کل خیر، وخلق بعدہ کل شی ء

امام عبدالرزاق، معمر سے، وہ ابن منکدر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا تو آپ نے فرمایا: جابر وہ تیرے نبی کا نور تھا، پھر اللہ تعالیٰ نیا اس میں ہر خیر اور بھلائی کو پیدا کیا اور اس کے بعد ہر شے کو پیدا کیا۔

عبدالرزاق عن ابن جُرَیجٍ قَالَ: اَخبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: لَمْ یَکُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم ظِلٌّ وَّلَمْ یَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ

امام عبدالرزاق، ابن جریج سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: مجھے نافع نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں تھا، آپ کبھی سورج کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر آپ کی روشنی پر غالب ہوئی تھی اور آپ کبھی چراغ کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ پر غالب ہوتی۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

والی کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سفر

جناب حافظ محمد یونس چشتی صاحب

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْن ۔ ہمارے آقا امام الانبیاء والمرسلین کے تمام سفر مبارک خیر وبرکات سے لبریز ہیں حضور ﷺ کے جسمانی سفروں کی تفصیلات تو بیان کرنا تحریر کرنا ممکن بات ہے علم وعقل وفہم کی وہاں تک رسائی محال ہے۔ مگر صرف تمنا یہ ہے کہ رب العزت اپنے محبوب کی محبت کو ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے اور مجھ ناچیز کے لئے توشہ آخرت بنائے آمین حضور ﷺ جب جسمانی طور پر دنیا میں جلوہ فرما ہوئے تو کائنات ارضی وسماوی میں نوید مسرت کی بہار آ گئی مشرق ومغرب تک خوشی کے ترانے گونجے اور رب ذوالجلال نے جبرائیل امین کو حکم دیا کہ میرے محبوب کو مشارق ومغارب تک سیر کرادو۔ ایسا کیا گیا ہمارے آقا کا یہ پہلا سفر تھا دوسرا سفر حلیمہ سعدیہ کی گود میں اونٹنی پر سواری کی حالت میں کیا۔ حلیمہ سعدیہ نبی رحمت کو لیکر چلیں صلوٰۃ وسلام کی آوازیں شجر وحجر سے سُنتی چلیں خدا کی قدرت کے نظارے دیکھتی چلیں۔ آپ کے صدقے بنی سعد کے چمن میں بہار آئی اُجڑے ہوئے دیار کو خیر وبرکات حاصل ہوئیں۔ کچھ عرصہ حضور ﷺ کو حلیمہ سعدیہ اپنے پاس رکھ کر واپس مکہ لائیں پھر جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اجازت لیکر دوبارہ ساتھ لے گئیں اب کی بار حضور ﷺ حلیمہ کی بکریاں چرانے اپنے رضاعی بہن بھائی کے ہمراہ گئے۔ سابقہ انبیاء کی سنت بکریاں چرانا پوری کی۔ فرشتوں نے آکر شق الصدر کیا حلیمہ سُن کر گھبرائیں اور حضور ﷺ کو اپنی والدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مکہ شریف میں چھوڑ کر واپس چلی گئیں جب حضور کی عمر چار سال ہوئی تو اپنی والدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ مدینہ (سابقہ نام یثرب) کی طرف سفر فرمایا ہے اپنے والد ماجد کی قبر بھی دیکھی مدینہ میں کچھ دن ٹھہرنے کے بعد واپس ہوئے۔ مقام ابواء میں آپ کی والدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حق ہوگیا اُم ایمن حبشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو واپس مکہ پہنچایا۔ بارہویں سال اپنے شفیق چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کی طرف پہلا سفر کیا۔ اس سفر میں راہب نے آپ کو پہچانا اور آپ کی صفات بیان کیں ابو طالب سے کہا کہ انہیں واپس مکہ لے جاؤ۔ اسی پر عمل کیا گیا۔ پچیسویں سال آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے تجارت کے لئے بصریٰ کی جانب سفر فرمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا غلام میسرہ حضور ﷺ کے ساتھ بھیجا۔ جب حضور ﷺ نسطور نامی راہب کے کلیسا کے قریب ایک درخت کے نیچے اُترے تو راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں اُترتا بادل کے سایہ کرنے کے بارے میں راہب نے میسرہ سے سوال کیا میسرہ نے جواب دیا تمام سفر میں آپ ﷺ پر آسمانی بادلوں کا سایہ میں نے دیکھا ہے۔ راہب نے کہا اے میسرہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہنا یہ نبی مختار ہونگے۔ حضور ﷺ کو تجارت سے بڑا نفع ہوا جب واپس مکہ آئے تو خبر پہلے مل چکی تھی کہ آپ کو بڑا نفع ہوا ہے مکہ کے لوگ آپ کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سہیلیوں کے ہمراہ مکان کی چھت پر سے دیکھتی تھیں جب حضور ﷺ پر نظر پڑی تو دیکھا آپ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ﷺ پر آسمانی بادل سایہ کیے ہوئے ہیں۔ جب اپنے غلام سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے تو غلام نے سارے سفر کا راز بیان کر دیا راہب کی باتیں بھی بتا دیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کے نکاح کا سبب یہی باتیں بنی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش حضور ﷺ نے منظور فرمائی۔ نکاح کا خطبہ ابو طالب نے پڑھا۔ جب حضور ﷺ کی عمر ۳۵ سال ہوئی قریش مکہ نے خانہ کعبہ کی تعمیر نئے سرے سے کی حضور ﷺ نے نمایاں کردار ادا فرمایا۔ قریش کو خون ریزی سے بچایا اور حجر اسود اپنے مبارک ہاتھوں سے نصب فرمایا۔ پھر غار حرا کا سفر کافی عرصہ تک فرماتے رہے گوشہ تنہائی اختیار فرمائی چالیس سال کی عمر میں پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی اعلان نبوت کا وقت آیا آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ آپ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرنے والے ہی آپ کے دشمن بن گئے۔ آپ ﷺ پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے آپ نے کچھ پرواہ نہ کی پھر طائف کی طرف آپ نے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہجرت فرمائی طائف کے لوگوں نے بھی ظلم و ستم کئے۔ آپ واپس مکہ آئے اور کچھ عرصہ بعد آپ کو خداوند قدوس نے شب اسریٰ کا دولہا بنوا کر اپنے پاس بلوا کر اپنا دیدار کرایا عالم میثاق کا وعدہ پورا کرایا تمام انبیاء نے آپ کی شان رفیع کے خطبے مسجد اقصیٰ میں پڑھے آسمانوں پر بعض نے آپ کو خوش آمدید۔ مرحبا مرحبا کہہ کر استقبال کیا دعائیہ کلمات سے یاد کیا۔ حضور ﷺ مکین لامکان ہوئے معراج کی صبح آپ نے مکہ میں سارے سفر کا ذکر فرمایا۔ ابو جہل منکر نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہکانا چاہا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر حضور کہتے ہیں تو میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ سچ ہے اسی پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب ملا۔ پھر ہجرت مدینہ کے سفر کا وقت آیا حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سُلایا امانتوں کا امین بنایا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سفر کا رفیق بنایا۔ سفر معراج بھی رات سوموار کو ہوئی۔ مکہ سے ہجرت۔ سفر ہجرت بھی رات سوموار کو ہوئی، دونوں کے راز خیر کثیر ہیں دونوں صاحب غار ثور کے کنارے پہنچے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے غار کو صاف کر کے عرض کیا حضور ﷺ تشریف لائیں۔ دونوں صاحب تین روز تک غار ثور میں رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سانپ نے ڈسا حضور ﷺ نے لعاب لگایا زہر ختم ہوا۔ غار سے نکل کر عازم مدینہ ہوئے کفار مکہ پکڑنے کے لئے دوڑ رہے تھے سراقہ کو سُراغ مل گیا۔ سراقہ پکڑنے آیا۔ خود پکڑا گیا۔ قیصر و کسریٰ کے کنگنوں کی بشارت پا کر واپس ہوئے۔ حضور ﷺ مقام قدیر پر اُم معبد خزاعیہ کے گھر تھوڑی دیر ٹھہرے اس نے اپنی لاغر کمزور بکری کا دودھ دوہا اور پلایا اور تمام برتن گھر کے دودھ سے بھر دیئے خوشبو سے گھر بھر گیا۔ ام معبد کا خاوند جب کام سے واپس گھر آیا خوشبو اور وافر دودھ گھر میں پا کر دریافت کرتا ہے کون آیا تھا کیونکہ حضور ﷺ تو اپنے سفر میں روانہ ہو گئے تھے۔ ام معبد اپنے خاوند سے کہتی ہے جسے شاعر اپنی زبان میں واضح کرتا ہے۔

تھوڑی دیر ہوئی دو آئے سونہیاں نیناں والے
خلق اپنے دی خوشبو چھوڑ دی بھر گئے دودھ پیالے

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

آپ بروز سوموار مدینہ میں داخل ہوئے پہلے یثرب تھا اب سے مدینہ النبی ہو گیا۔ آپ کی مدنی زندگی میں بڑے بڑے معرکے پیش آئے آپ نے ستائیس غزووں میں شرکت فرمائی یہ بھی آپ کے سفر ہیں نو غزووں میں قتال واقع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔

بدر۔احد۔مریسیع۔خندق۔قریظہ۔خیبر۔فتح مکہ۔حنین۔طائف آپ جمعرات کو بھی سفر پسند فرماتے تھے۔جیسا کہ غزوہ تبوک کے بارے میں ذکر ہے۔بخاری ومسلم میں ذکر ہے آپ ﷺ سفر پر نکلنے سے پہلے تمام ضروریات سامان اسلحہ وغیرہ یعنی اور سواریوں وغیرہ کا جائزہ خوب لگالیا کرتے اور صحابہ کو سوار کر کے روانہ کرنے کے بعد خود نکلتے سوار ہو کر آپ ﷺ تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر دعا فرماتے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۔

آخر تک پڑھتے۔لہٰذا آج بھی سواری پر سوار ہوتے وقت ریل گاڑی۔ہوائی جہاز۔بس۔جہاز وغیرہ پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی سنت ہے۔جب حضور ﷺ رات کو کہیں جنگل میں ٹھہرنا چاہتے یا رات آجاتی تو آپ ﷺ فرماتے اے زمین تیرا اور میرا رب اللہ ہے تجھ میں جو کچھ پیدا کیا گیا یا جو کچھ تجھ پر ہے اس کے شر سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں رات کو سامان کی حفاظت ساتھیوں کے آرام کی خاطر پہرہ دار مقرر فرماتے تھے۔(حوالہ مسلم وبخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے زیادہ تیز چلتے ہوئے میں نے کسی کو نہ دیکھا جب ہمیں حضور ﷺ کے ساتھ رہنا ہوتا تو ہم دوڑ دوڑ کر حضور ﷺ تک پہنچتے تھے اور حضور بلا تکلف چلتے تھے اور ہماری سانس پھول جاتی تھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے دائیں یا بائیں آگے پیچھے ہو جاتے تو حضور ﷺ فرماتے میری پشت فرشتوں کے لیے خالی چھوڑ دو۔کبھی آپ ﷺ سوار ہوتے کبھی نعلین شریف اتار کر بھی چلا کرتے تھے۔یہ حضور ﷺ کے سفر فرمانے کے انداز مبارک ہیں۔

(بحوالہ مشکوۃ عربی مدارج النبوت۔جلد اول)

علاوہ ازیں اپنی ازواج مطہرات کے بارے میں حضور ﷺ قرعہ اندازی فرماتے جن کا نام مبارک قرعہ میں نکلتا آپ اپنی ان بیوی صاحبہ کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ (بحوالہ مدارج)

جنگ کی حالتوں اور طواف کے چکروں کے علاوہ آپ ﷺ کی رفتار مبارک جو تھی اس کا ذکر قرآن مجید میں پارہ ۱۹ میں ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا۔

اے دوستو یہ باتیں یاد رکھنے کی ہیں کہ حضور ﷺ چلنے میں بے مثال حسن میں بے مثال رفتار میں بے مثال تھے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو جھک کر چلتے تھے گویا اوپر سے اتر رہے ہیں۔

جس طرح پھولوں والی ٹہنی جھکتی ہے آپ ایسے جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ کے قدم مبارک بہت حسین تھے۔اے دوستو حضور کے سفروں کا اندازہ اور سفر کرنے کا اندازہ علماء کرام اولیاء کرام ہی بیان کر کے آپ کو تسلی فرما سکتے ہیں۔

کہاں میں ناچیز اور کہاں حضور
دامن حضور سب غلاموں کو نصیب ہو
گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر لامکاں

حضرت ابن بشیر دہلوی مدظلہ العالی

پروردگار عالم نے انسانوں کی ہدایت کے لئے جتنے رسول مبعوث فرمائے ہر رسول اور پیغمبر کو معجزات سے نوازا انبیائے سابقین کو جو معجزات دیئے گئے وہ ان کے دور تک محدود تھے جب وہ اس دنیا میں تشریف فرما رہے وہ معجزے بھی موجود رہے ان کی رحلت کے ساتھ ان کے معجزے بھی ختم ہوگئے۔ حسن یوسف علیہ السلام دمِ عیسیٰ یدِ بیضا ان میں سے کسی کا بھی اب وجود نہیں۔

دوسری یہ بات کہ ان تمام انبیاء کرام کے معجزات کا ظہور سطح زمین پر ہوا لیکن نبی اکرم ﷺ کو پروردگار عالم نے بیشمار معجزات عطا فرمائے جو انبیاء سابقین کے معجزوں سے ہر لحاظ سے عظیم اور فائق ترتھے۔ آپ کو ایسے معجزات بھی دیئے گئے جو آپ کی ذات اقدس اور دور رسالت تک محدود تھے اور ایسے معجزات بھی عطا کئے گئے جو دائمی اور ہمیشہ برقرار رہنے والے ہیں۔ ان دائمی معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہے۔ حیات طیبہ سے وابستہ معجزات بے شمار ہیں جن کا ظہور جمادات ونباتات اور حیوانات سب ہی میں ہوا بلکہ یوں کہیے آپ کی ذات مبارکہ سرتاپا معجزہ تھی ان عظیم معجزات میں ایک معجزہ ہے جس کا تعلق زمین فضائے بسیط آسمانوں اور لامحدود بلندیوں اور وسعتوں سے ہے۔ یہ انسانیت کی معراج ہے یہ عبدیت کا عروج ہے یہ محبوبیت کا انعام ہے یہ عبدہ کی تفسیر ہے یہ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیٰتِنَا کی غایت ہے۔

واقعہ معراج میں جن محیر العقول واقعات کا انکشافات ہے عقل انسانی اس سے نا آشنا ہے۔ ادراک انسانی اس کی رفعتوں کو چھونے سے قاصر ہے اس لئے لفظ سبحان سے بیان واقعہ کی ابتداء ہوئی کہ لے جانے والی ذات ہر عجز سے پاک فضا کی وسعتیں آسمان کی رفعتیں گردش لیل ونہار سب کا خالق وہی ہے اس کے لئے کوئی امر مشکل نہیں اس بحث سے قطع نظر عقل انسانی کیا سوچ رہی تھی۔ دورِ شتربانی میں جو شعورِ انسانی کچھ غور کرتا ہو مگر اس سیارہ طیارہ کے دور میں وہ فہم جن کا دارومدار صرف عقل پر ہی رہا اپنی کوتاہ بینی پر نادم ہیں حالانکہ اس دور میں جو فہم وبصیرت اور قلب سلیم کے مالک تھے انھوں نے واقعہ معراج کی تصدیق کی یہ مبارک سفر صرف سیر آسمانی نہ تھا بلکہ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا کی غرض وغایت بھی تھا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس مقدس سفر کی تین منزلیں یا تین حصے ہیں۔ پہلے حصے کو اسراء کہتے ہیں جس کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی اس کی انتہا مسجد اقصیٰ تھی دوسرے حصہ کو معراج کہتے ہیں جو مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک ہے تیسرے حصے کو اعراج کہا جاتا ہے جو آسمانوں سے شروع ہوا اور اس کی انتہا قاب قوسین اودانی تک ہے۔

اس سفرِ مبارکہ میں جس کی ابتداء ۲۷ شب ماہ رجب ۱۲ ھ میں ام ہانی کے گھر سے ہوئی جس میں حضور اکرم ﷺ نے عالم دنیا کے

عجائبات قدرت بھی دیکھے عالم مثال کے مشاہدات بھی آپ کو ہوئے اور یہ مشاہدہ اس طرح ہوا۔

مازاغ البصر وماطغیٰ نگاہ مبارک نہ ہٹی نہ بڑھی۔

واقعہ معراج سے جہاں ہم کو عظمت مصطفےٰ ﷺ مقام مصطفےٰ ﷺ امامت الانبیاء شق صدر کا علم ہوتا ہے وہاں زبان مبارکہ سے ان واقعات کی تفصیل اور سزا کا بھی پتہ چلتا ہے جس میں آج کل ہم مبتلا ہیں اس سے اجتناب تو درکنار اس کو معمولات زندگی بنالیا ہے آخرت سے بے نیاز عذاب آخرت سے بے خوف ہوگئے ہیں۔

شداد بن اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس حدیث میں جس میں یہ واقعہ تفصیل سے ملتا ہے عالم برزخ عالم مثال سے تعلق رکھنے والے واقعات میں یہ تفصیل ملتی ہے آپ نے فرمایا راستہ میں میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچتے تھے جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیل امین نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبرو پر حرف گیری کرتے تھے جس کی سزا میں یہ اپنے چہرے کا گوشت نوچ رہے ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا ایک شخص کو دیکھا پتھر کو لقمہ بنا کر کھا رہا ہے دریافت فرمایا یہ کیا ماجرا ہے جبرئیل امین نے جواب دیا یہ سود خور ہے اپنی سزا بھگت رہا ہے۔ ایک ایسی جماعت پر گزر ہوا جس کے سامنے بہترین پاکیزہ گوشت رکھا ہے لیکن وہ مردہ اور گندہ گوشت کھا رہے ہیں جبرئیل امین نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال اور طیب بیویوں کو چھوڑ کر زنا میں مبتلا رہے۔

حضور اکرم ﷺ کا گزر ایک اور جماعت پر ہوا ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹ کے مثل ہیں اور فرشتے ان کے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کر ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرئیل امین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے عیب ڈھونڈتے اور ان پر طعن وطنز کرتے ہیں۔

آپ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے سروں کو پتھر سے کوٹا جا رہا ہے جبرئیل امین نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رات کو نماز پڑھے بغیر سو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی دیکھا جن کے منہ میں فرشتے آگ بھر رہے ہیں جو دوسری سمت سے نکل جاتی ہے۔ جبرئیل امین نے وضاحت کی یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔

سفر معراج جہاں بے شمار رموز نکات اور حکمت کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے وہاں اجر و عطا قربت رب کی نوید بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ نماز کی فرضیت جو سفر اس میں امت محمد یہ کے لئے رب کی خاص عطا ہے اس کی رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے اور بندگی کا طریقہ ہے۔ مانگنے کا سلیقہ ہے سرکشی نہیں سر تسلیم خم کر دینا ہی معراج مومن ہے یہ شرف یہ عطا ان کے صدقہ میں حاصل ہوئی جو خیر بشر ہیں محسنِ انسانیت ہیں خاتم الانبیاء ہیں محبوب رب ہیں۔ غم خوار امت ہیں ان کی معراج کا ذکر کیسے ہو۔

باریک ہے ذکر قصہ معراج انیسؔ
خاموش کہ یاں سخن کو بھی راہ نہیں ہے

نبی آخر الزماں ﷺ بحیثیت شوہر

جناب حکیم محمد سعید دہلوی مرحوم

آنحضرت ﷺ انسان کامل ہیں۔آپ کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ کے کردار کا ہر رُخ مسلمان کے لیے نمونہ اور اُسوہ ہے۔ خدائے بزرگ نے آپ ﷺ کو انسانوں میں پیدا کیا اور انسانوں ہی کی طرح سے آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی گزاری آپ ﷺ بیٹے بھی تھے اور باپ بھی۔شوہر بھی تھے اور بھائی بھی عمر میں چھوٹے بھی تھے بزرگ بھی آپ ﷺ نے تجارت بھی کی اور جنگیں بھی لڑیں۔حکمرانی بھی کی اور محنت کشی بھی۔آپ ﷺ ہر حیثیت سے شاہراہِ حیات پر ایسے نقوشِ قدم چھوڑیں جو قیامت تک ہم لوگوں کے لیے نمونہ اور معیار بنے رہیں گے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ (الاحزاب،۲۱)

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی قابل تقلید نمونہ ہے۔

چنانچہ ایک شوہر اور رفیق حیات کی حیثیت سے آنحضرت ﷺ کا جو کردار ہے وہ ہر شوہر کے لیے ایک نمونے کا کردار ہے۔اس سلسلے میں سب سے پہلے مسلمان شوہروں کے لیے آپ ﷺ کے چند احکامات سماعت فرمایئے:

ارشاد فرمایا:

خیرُ کم خیرُ کم لاھلہٖ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

تم میں سب سے بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بھلا ہو۔

دوسرا ارشاد:

خِیَارُ کُمْ خِیَارُ کُمْ لِنِسَائِھِمْ (ترمذی)

تم میں سب سے بھلے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بھلے ہوں:

ایک بار ایک ایسے صحابی کو جو زہد و عبادت کی طرف زیادہ متوجہ ہونے کی وجہ سے اپنے اہل وعیال سے غافل رہتے تھے آپ ﷺ نے بلوایا اور فرمایا:

وَلِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا (بخاری)

اور تمہاری رفیقہ کا بھی تم پر حق ہے۔

صنفِ ضعیف کے حقوق کا سرکار کو کتنا خیال تھا۔اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات کے آخری خطبہ حج میں جن اہم مسائل پر احکام اور نصائح فرمائے تھے ان میں عورت کے حقوق کا مسئلہ بھی تھا۔فرمایا:

لوگو! عورتوں کے حق میں میری نیک نصیحت کو مانو یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں۔تم اس کے کسی بات کا حق نہیں رکھتے۔لیکن یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کے کام کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ میں علیحدہ کردو اور ان کو ہلکی مار مارو۔تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو۔بے

شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں جن کو تم پسند نہیں کرتے۔ اور نہ تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں جن کا آنا تم کو پسند نہیں اور ہاں! ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیکی کرو۔ (ابن ماجہ)

بیوی کے حقوق کی وضاحت ایک اور موقع پر ایک سوال کے جواب میں یوں فرمائی:

بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ جب خود کھائے اس کو کھلائے جب خود پہنے اس کو پہنائے نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اس کو بُرا بھلا کہے نہ گھر کے علاوہ (سزا کے لیے) اس کو علیحدہ کرے (ابن ماجہ)

اختصار کے خیال سے میں نے چند یہ ارشادات نقل کیے ہیں ورنہ بیویوں کے حقوق کے سلسلے میں آپ کے احکام ہدایات بکثرت ہیں۔ ایک شوہر کی حیثیت سے حضور ﷺ کیسے تھے؟ اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم یہ سوچتے چلیں کہ ایک شوہر کے لیے عمومی شرائط کیا ہونی چاہئیں۔

پہلی شرط یہ کہ وہ بیوی کے لیے محبت کوش ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی ضروریات اور خواہشات کا حتیٰ الامکان پورا پورا خیال رکھے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ جہاں تک اس کے اصول اجازت دیں بیوی کی ان فرمائشوں اور خواہشوں کی تکمیل و تعمیل میں سعی کرے جو چاہے خود اس کے مزاج کے خلاف ہوں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر ازواج ایک سے زیادہ ہوں تو اپنی محبت وقت مال اور توجہات کو ان میں ٹھیک ٹھیک اور عادلانہ تقسیم کرے۔

اب ان شرائط کی روشنی میں ایک مثالی شوہر کا کردار ملاحظہ ہو!

جہاں تک شرط اول محبت کوش ہونے کا تعلق ہے۔ اس کے لیے تو کچھ سوچنا ہی تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ وہ پاک ہستی جو سراپا محبت تھی۔ جس کا پیغام محبت کا پیغام تھا۔ جس کا مشن محبت کا مشن تھا جس نے محبت اور صرف محبت ہی کے زور پر ساری دنیا کو فتح کیا تھا۔ جسے دوستوں ہی سے نہیں دشمنوں سے بھی محبت تھی۔ ایسے محبت کیش کی محبت کوشیوں کا کیا ٹھکانہ ہوگا اور وہ بھی اپنی ازواج مطہرات کے لیے!

آپ نے چھٹی صدی کے عرب معاشرے میں عورت سے جیسی محبت کر کے دکھائی ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول سنیئے!

ہم لوگ اسلام سے قبل عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اسلام نے عورتوں کے لیے احکام نافذ کیے اور حقوق مقرر کیے۔ (بخاری)

ان احکام وہدایات کا کیا اثر ہوا؟ عورت کو کیا حقوق ملے؟ اس کا جواب بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسی ارشاد کے دوسرے حصے میں دیتے ہیں: ایک بار میں نے بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی برابر کے جواب دیے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے یہ انقلاب عظیم جانور سے بدتر عورت کا درجہ معاشرے میں کتنا بلند ہوگیا اور ذہن کتنے بدل گئے کہ عورت ڈانٹ سن کر خود بھی ترکی کا جواب ترکی زبان میں ہی دیتی ہے اور اصل حصہ اس داستان کا یہ ہے کہ شوہر گھر کی جھڑپ کا حال باہر کے لوگوں کو خود سنا رہا ہے شکایتاً نہیں بلکہ فخریہ لہجے میں!

یہ تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس سے بھی دلچسپ واقعہ خود

آنحضرت ﷺ کا ملاحظہ ہو۔ عورتوں کے حقوق کے اس داعی اعظم نے اپنی رفیقہ حیات کو عملاً کتنی آزادی دے رکھی تھی اور کتنے زیادہ حقوق عطا فرما رکھے تھے؟ صرف دوسروں کو نصیحتوں اور ہدایتوں تک بات ختم نہیں کی تھی خود اپنے گھر میں عمل کر کے دکھایا تھا۔

ایک بار آنحضرت ﷺ اپنی زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مصروف کلام تھے۔ کسی خانگی اور نجی مسئلے پر گفتگو تھی۔ لے ذرا بڑھ گئی جذبات ذرا تلخ ہو گئے۔ سرکار تو حلیم تھے دوسرے عملاً مساوات کی تربیت کرنی تھی اس لیے طرفین میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے الفاظ میں ترشی تھی اور لہجہ بھی بلند تھا۔ میاں بیوی میں بھی ابھی یہ کارزار گرم تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنکلے۔ وہ ادھر سرکار کے جانثار تھے تو ادھر حبیبہ رسول اللہ کے پدر بزرگوار بھی گویا دو چند ذمہ داری حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کی اور باپ اپنی بیٹی کی سرزنش کے لیے طیش میں آگے بڑھا اور گرجا:

ہائیں! تو رسول اللہ کے سامنے آواز اونچی کرتی ہے! اور ہاتھ بھی بلند کر دیا مگر بیٹی اپنے غضبناک باپ کی سرزنش سے صاف بچ نکلی۔ کس نے بچالیا۔ حقوق نسواں کے مبلغ اعظم بیچ میں حائل ہو گئے

صل اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سلام اس پر کہ جس نے عورتوں کی دستگیری کی۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم وغضب کا پارہ کتنا ہی بلندی پر نہ چڑھ گیا ہو۔ جس فعل میں ان کے رفیق وحبیب رسول اللہ ﷺ حائل ومانع ہوں اس کی تکمیل کی انھیں کب جرأت ہوسکتی تھی؟ غضب پر ادب غالب آیا اور صدیق والا مقام واپس لوٹ گئے۔

یوں میاں بیوی کی جنگ بھی اس نئے فریق کے بیچ میں کودنے سے ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہوگا:

کیوں حمیرا! آج تو میں نے بچا ہی لیا ورنہ ابا اچھی طرح خبر لے ڈالتے۔

سیدہ حمیرا کھل کھلا کر ہنس دی ہوں گی اور رحمت عالم ﷺ کا قلب مبارک بھی وفور مسرت سے لبریز ہو گیا ہوگا کہ دیکھو اللہ کے فضل وکرم سے میرا مشن کس قدر کامیاب ہو رہا ہے۔ یہ صنفِ ضعیف اپنی خودی کو پہنچانتی جارہی ہے خود مجھے بھی معاف نہیں کرتی۔

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند روز بعد پھر کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوئے تو آج رنگ دوسرا تھا مثالی زوج اور معیاری زوجہ آج حسب معمول خوش دلی اور خوش مزاجی کی حالت میں تھے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفورِ مسرت کے دل کی کلی بھی کھل اٹھی اور عرض کیا: میں جنگ میں کود پڑا تھا اب صلح میں بھی مجھے شریک کر لیجیے سرکار ﷺ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے: ہاں ہاں ضرور! سرکار نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنے پر جس طرح بار بار اور بہ تکرار متوجہ فرمایا ہے اس کے نتیجے میں چند سال کے اندر صنفِ ضعیف کو جو آزادی حاصل ہو گئی تھی اس کا اندازہ بھی آستانۂ نبوی کے ایک واقعے سے ہوسکتا ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو حضور ﷺ سے بہ بنائے بشریت کبھی کبھی کچھ عارضی شکوہ بھی

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہوجاتا تھا ممکن ہے اس رنج اور شکوے کی کوئی حقیقت اور اساس ہوتی ہی نہ ہو۔ اور یہ ناز کا ایک انداز ہی ہوتا ہو بہر حال ازواج مطہرات کبھی کبھی اپنے شکوے کا اظہار حضور ﷺ سے فرمایا کرتی تھیں۔ یہ اظہار کس شان سے ہوتا تھا؟ یہ بھی سننے کی چیز ہے یہ بھی حضور ﷺ کی کامل دہر جہتی تربیت کا شاہکار ہے۔ اس انداز شکایت کی مثال خود سرکار ﷺ کی زبان مبارک سے سنیے۔ آپ ﷺ نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تم مجھ سے برہم ہوتی ہو تو میں سمجھ جاتا ہوں۔

جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا وہ کیسے؟

فرمایا: جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو اور کسی بات پر قسم کھانی ہوتی ہے تو محمد ﷺ کے خدا کی قسم کہتی ہو اور جب مجھ سے خوش نہیں ہوتی ہو تو ابراہیم کے خدا کی قسم کہتی ہو۔

حبیبہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا:

جی ہاں یارسول اللہ (میں ناخوشی میں) صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔ سنا آپ نے؟ بیوی ناخوش ہونا بھی جان گئی ہے۔ اور اس ناخوشی کے اظہار کی برملا جرأت بھی اسی میں پیدا ہوگئی ہے۔ کیا آپ کو اس پر کوئی حیرت نہیں ہورہی ہے؟ اگر چھٹی صدی عیسوی میں پوری دنیا کی اخلاقی و معاشرتی حالت آپ کے سامنے ہے اور اس دور کے عرب کی عورت کی حالت زار کا نقشہ آپ بھول نہیں گئے ہیں تو آپ کی حیرت کی کوئی حد نہیں ہوگی۔

فصلوا علیہ وسلّموا تسلیما

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آنحضرت ﷺ کے سن میں بہت فرق تھا۔ ایک ذہین اور طباع اور پھر کم سن لڑکی کا مزاج مذاق، رنگ طبیعت، انداز فکر، دلچسپیاں غرض ہر چیز ایک پختہ عمر سنجیدہ متین ثقہ اور ذمے دار شوہر سے مختلف ہونی چاہیے اور پھر شوہر سرکار دوعالم سا جن کے دوش پر ساری دنیا کی قیادت کا بار تھا۔ جن کے دل میں ساری انسانیت کی اصلاح کا جذبہ تھا جن کے ذہن میں عالم کے لیے ایک نئے اور عظیم تر انقلاب کے منصوبے پرورش پارہے تھے جن کو شوق تھا آدمی کو انسان بنانے کا۔ جن کو فکر تھی نئے خطوط پر تشکیل جدید کی۔ مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ کی دلچسپیاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلچسپیوں سے جدا نوعیت کی تھیں یا یوں کہیے کہ ان کے مزاجوں میں اتنا ہی بُعد تھا لیکن دوسروں کے جذبات کا پاس کرنا بھی تو آپ سکھانا چاہتے تھے دوسرے کی جائز خواہشوں کو حتی الامکان پورا کرنا بھی آپ ﷺ ضروری سمجھتے تھے۔

عید کا دن تھا چند حبشی باشندے حرم نبوی کے قریب ایک تماشہ دکھا رہے تھے۔ بہ تقاضائے عمر جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تماشہ دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ سرکار ﷺ دروازے میں کھڑے ہوگئے اور ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے دوش مبارک پر ٹھوڑی رکھ کر تماشہ دیکھنے لگیں اور دیر تک دیکھتی رہیں۔ ایک بار دریافت فرمایا: کیوں حمیرا جی نہیں بھرا؟

حبیبہ رسول اللہ نے بے تکلف انکار فرمایا: ابھی نہیں بھرا

چنانچہ آپ ﷺ یونہی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ خود جناب صدیقہ تھک کر ہٹ گئیں!

ابتدائی زمانے میں تو آستانہ نبوی میں جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت ہی سہیلیاں جمع ہوجایا کرتی تھیں سرکار ﷺ اندر

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریف لاتے تو وہ بھاگ جاتیں مگر آپ ﷺ ان کو بلالیا کرتے تھے۔

شادی کے چند دن بعد ایک بار خود آنحضرت ﷺ کی تحریک پر دونوں میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھریرے بدن کی تھیں آگے نکل گئیں۔ پھر بہت دنوں کے بعد جب سیدہ کا عمر کے ساتھ بدن بھی بھاری پڑ گیا تھا ایک بار پھر دوڑ ہوئی۔ اب کے میدان حضور ﷺ کے ہاتھ رہا۔ حضور ﷺ نے پہلا مقابلہ یاد دلا کر فرمایا آج اس دن کا بدلہ ہوگیا۔

ایک دفعہ عید کا دن تھا۔ حرمِ نبوی میں کچھ بچیاں جمع ہوکر گانے لگیں۔ آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے منہ ڈھانپ لیا۔ لڑکیاں گاتی رہیں۔ اتفاقاً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور بچیوں کو ڈانٹنے لگے تو آپ ﷺ نے روک دیا:

ان بچیوں کو گانے دو یہ ان کی عید کا دن ہے۔

ایک بار سفر میں ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں۔ ساربانوں نے اونٹوں کو دوڑانا شروع کردیا تو آپ ﷺ کو خواتین کا خیال آگیا اور ساربانوں سے فرمایا ذرا دیکھ کر یہ آبگینے (عورتیں) بھی ساتھ ہیں۔ اور سچ ہے کہ سیرت مبارکہ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان آبگینوں کی نزاکت کا پورا پورا خیال رکھا۔ صنفِ لطیف کے مزاج کی نزاکت کا آپ ﷺ نے ہر ہر قدم اور ہر ہر بات میں اسی طرح لحاظ فرمایا۔ بے شک حضور ﷺ ایک مثالی شوہر تھے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم مدینے میں ایک تجارتی قافلہ وارد ہوا اور شہر سے باہر قیام کیا۔ آنحضرت ﷺ کا اس طرف گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک اونٹ کا سودا کرلیا اور یہ کہہ کر اونٹ اپنے ساتھ لے گئے کہ ابھی قیمت بھجوائے دیتا ہوں بعد میں قافلے والے کو بڑی تشویش ہوئی کہ بغیر جان پہچان کے معاملہ طے کرلیا۔ یہ تشویش کی بات سردارِ قافلہ کی خاتون تک جا پہنچی۔ اس خاتون نے یقین کے ساتھ کہا مطمئن رہو۔ میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا۔ وہ کبھی تمہارے شخص نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسا آدمی ادائیگی نہ کرے تو میں اپنے پاس سے کردوں گی اونٹ والوں کی ساری تشویش ختم ہوگئی جب حضور ﷺ نے طے شدہ قیمت سے زیادہ کھجوریں بھجوادیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خوش نصیب ساس

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ''ہند بنت عوف'' کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین پر کوئی ساس ان سے زیادہ خوش نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کے دامادوں کی فہرست میں مندرجہ ذیل ہستیاں ہیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۔ حضرت ابوبکر ۳۔ حضرت علی ۴۔ حضرت حمزہ ۵۔ حضرت عباس ۶۔ حضرت شداد بن الہاد یہ سب کے سب بزگوار ''ہند بنت عوف'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے داماد ہیں۔

زرقانی جلد۳ ص ۲۵۱ و مدراج جلد۲ ص ۴۸۴)

ازواج مطہرات

شیخ الحدیث حضرت عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

حضور اقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے۔ان کی شان میں قرآن کی بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں۔جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اوران کی رفعت شان کا بیان ہے۔چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ (احزاب)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو۔

دوسری آیت میں یہ ارشاد فرمایا وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

یہ تمام امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیویاں اور باتوں میں حقیقی ماں کے مثل ہیں۔ایک یہ کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسی کا نکاح جائز نہیں۔دوم یہ کہ ان کی تعظیم وتکریم ہر امتی پر اس طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن نظر اور خلوت کے معاملہ میں ازواجِ مطہرات کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں ہے۔کیونکہ قرآن مجید میں حضرت حق جلالہ کا ارشاد ہے کہ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۔(احزاب)

جب نبی کی بیویوں سے تم لوگ کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

مسلمان اپنی حقیقی ماں کو تو دیکھ بھی سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کرسکتا ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لئے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔

اسی طرح حقیقی ماں کے ماں باپ لڑکوں کے نانی نانا اور حقیقی ماں کے بھائی، بہن لڑکوں کے ماموں اور خالہ ہوا کرتے ہیں۔مگر ازواج مطہرات کے ماں باپ امت کے نانی نانا اور ازواج مطہرات کے بھائی بہن امت کے ماموں خالہ نہیں ہوا کرتے۔

یہ حکم حضور ﷺ کی ان تمام ازواج مطہرات کے لئے ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح فرمایا ہے چاہے حضور ﷺ کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لئے اس کے حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم وواجب الاحترام ہیں۔(زرقانی جلد۳ص ۲۱۶)

ازواجِ مطہرات کی تعداد ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مورخین کا قدرے اختلاف ہے۔مگر گیارہ امہات المومنین کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ان میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہی انتقال ہوگیا تھا مگر نو بیویاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفاتِ اقدس کے وقت موجود تھیں۔

ان گیارہ امت کی ماؤں میں سے چھ خاندان قریش کے اونچے

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

گھرانوں کی چشم چراغ تھیں جن کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔

۱۔خدیجہ بنت خویلدؓ ۲۔ عائشہ بنت ابو بکر صدیقؓ

۳۔ حفصہ بنت عمرفاروقؓ ۴۔ اُم حبیبہ بنت ابو سفیانؓ

۵۔اُمِ سلمہ بنت ابوامیہؓ ۶۔سودہ بنت زمعہؓ۔ اور چارازواج مطہرات خاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تعلق رکھتی تھی وہ یہ ہیں۔

۱۔زینب بنت جحشؓ ۲۔میمونہ بنت حارثؓ ۳۔زینب بنت خزیمہ ۴۔ام المساکین جویریہ بنت حارث اور ایک بیوی یعنی صفیہ بنت حیی یہ عربی النسل نہیں تھیں' بلکہ خاندان بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں۔

اس بات میں بھی کسی مورخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے عقد نہیں فرمایا۔(زرقانی جلد۳ص ۲۱۸ تا ۲۱۹)

ان کے مولیٰ کے ان پر کڑوروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام
پارہائے صحف، غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

عرب کا تاجدار آیا

حافظ محمد عبدالخالق رحمانی

وہ دیکھو نور عرب کا تاجدار آیا
بہاریں جگمگا اٹھیں کہ وہ جان بہار آیا
وہ لہراتا ہوا توحید کا پرچم فضاؤں میں
یتیموں بے نواؤں بے کسوں کا غمگسار آیا
وہ جن کے فیض بے پایاں سے عالم میں اجالا ہے
وہ مہتاب منور آفتاب نور بار آیا
وہ جن کے دم قدم سے روئے ہستی پر پھبن آئی
وہ جان مرسلاں آیا حبیب کردگار آیا
گرائے بت ٹوٹ کر تیری ولادت کی یہ عظمت تھی
لبوں پہ ان کے بھی نام محمد بار بار آیا
شبِ معراج حوریں اور ملائک گیت گاتے تھے
فرشتے شکر کرتے تھے عرب کا شہسوار آیا
کہا حق نے کہ بخشش کے لئے کیا ساتھ لائے
لبِ حافظ پہ نام مصطفٰے بے اختیار آیا

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت

جناب محمد خضر حیات صاحب

مرتب: سید جمال اشرف جیلانی

آنحضرت ﷺ کا سلوک بچوں کے ساتھ انتہائی رحمت وشفقت کا تھا۔ بچوں کے ساتھ آپ ہمیشہ مہربانی کے ساتھ پیش آتے قارئین الاشرف کی خدمت میں چند مستند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جس طرح بچوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس پر آپ نے کس طرح عمل کیا۔ سیرت وحدیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔ کہ راہ میں اگر بچے آپ کو نظر آجاتے تو آپ ﷺ انہیں بھی سلام کرتے اور پیار بھی کرتے تھے۔

ہجرت کے موقع پر جب آپ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی میں دروازوں سے نکل کر آپ علیہ السلام کے خیر مقدم کے ترانے گا رہی تھیں جب آپ نے انہیں دیکھ لیا تو ارشاد فرمایا بچیوں! کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ سب نے جواباً عرض کیا یقیناً۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے ارشاد فرمایا میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ دیر میں ختم کروں گا۔ ناگہاں صف سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور میں اس خیال سے نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہو رہی ہوگی۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں میں بچپن میں انصار کے نخلستان میں چلا جاتا تھا اور ڈھیلے مار کر کھجوریں گراتا رہتا تھا ایک دن میں یہ شرارت کرتے ہوئے پکڑا گیا لوگ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تم ڈھیلے کیوں مارتے ہو۔ میں نے جواب دیا کھجوریں کھانے کے لئے ڈھیلے مارتا ہوں تو آپ نے فرمایا جو کھجوریں زمین پر گر جاتی ہیں انہیں اٹھا کر کھا لیا کرو، ڈھیلے نہ مارا کرو اور یہ ارشاد فرما کر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دعا دی (سیرت النبی ﷺ ج، ص ۳۸۰)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور اکرم ﷺ نے اپنے گھر کا قصد فرمایا۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ کسی طرف سے چند اور لڑکے نکل آئے آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ آپ

اس رحمت وشفقت کے ساتھ بچوں سے پیش آیا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرصہ دراز تک سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت انجام دیتے رہے۔ بہت کمسنی ہی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی خدمت گزاری پر معمور تھے۔ چونکہ ابھی بہت کم عمر تھے۔اس لئے ان سے بہت سے کام ہو نہیں سکتے تھے۔لیکن حضور ﷺ نے کسی بھی کام کے نہ ہونے پر کبھی بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باز پرس نہیں کی سختی نہیں کی، ڈانٹا نہیں۔حضور ﷺ صحابہ کرام کے بچوں سے خوش طبعی (مذاق، مذاح) بھی فرماتے اوران کو اپنی گود میں بھی بیٹھا لیتے۔

ان واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کس جذبہ کے ساتھ بچوں سے حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ اس طرز عمل سے سرکار دو عالم ﷺ کا بچوں کے ساتھ حسن سلوک اوران سے محبت وشفقت کا اندازہ ہوتا ہے۔آپ ﷺ کا یہ اسوہ حسنہ آج بھی ہمارے لئے واجب العمل اور لائق تقلید ہے۔اسی طرح ایک ایسا بہترین سماج پیدا ہوسکتا ہے جس میں کسی بھی انسان سے نفرت کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔نہ ایک انسان دوسرے انسان کو ناحق قتل کرے گا۔نہ بچوں کو اغوا کرے گا نہ ان کو ذبح کر کہ راستہ میں پھینکے گا بلکہ ان کی حفاظت کرے گا۔اور ہر ایک انسان سے صرف محبت ہی محبت کا تعلق ہوگا اور بس۔

زبان پر محمد ﷺ کا نام آرہا ہے

محمود احمد محمود قری

زبان پر محمد کا نام آرہا ہے
مقامِ درود و سلام آرہا ہے

طلب سے زیادہ عنایت ہے مجھ پہ
الٰہی! یہ کیسا مقام آرہا ہے

قدم کو ادب سے اٹھاجانے والے
دو عالم ﷺ کا دارالسلام آرہا ہے

عنایت، نوازش، توجہ، ترحم
کرم یا محمد! غلام آرہا ہے

ملائک میں غُل تھا یہ معراج کی شب
تمام انبیاء ﷺ کا امام آرہا ہے

مہ ومہر ادب سے ذرا آج چمکیں
کہ بخشندہ صبح و شام آرہا ہے

مبارک ہو! اے تشنہ کام محشر
کہ گردش میں ماہ تمام آرہا ہے

فرشتے بھی محمودؔ مُنہ چومتے ہیں
یہ کس کا مرے لب پہ نام آرہا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

متعلقین رسالت ﷺ

فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

آنحضرت ﷺ نے مساجد کی تعمیر کا امر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ جو معلم ہو، وہ اپنے مقام پر عبادت کے لئے مسجد فوراً تیار کرے آپ کے عہد مبارک میں بڑی بڑی آبادیوں میں ایک مقام پر کئی گئی مساجد تھیں۔ صرف مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ نو مساجد تیار ہوچکیں تھیں جن میں علیحدہ علیحدہ پانچوں وقت نماز ہوتی تھی۔

۱۔ مسجد بنوعمر رضی اللہ عنہ ۲۔ مسجد بنوسادعہ ۳۔ مسجد بنوعبید

۴۔ مسجد بنوزریق ۵۔ مسجد بنوسلمہ ۶۔ مسجد بنوغفار

۷۔ مسجد بنواسلم ۸۔ مسجد جہینہ ۹۔ مسجد بنوبیامنہ

حضور ﷺ کے مؤذنین:

آنحضرت ﷺ کے چار مؤذن تھے۔ مدینہ طیبہ میں ایک بلال بن رباح (حبشی) رضی اللہ عنہ اور دوسرے عبداللہ بن ام مکتوم قرشی العامری رضی اللہ عنہ نابینا' ایک قبا میں سعد القرظ رضی اللہ عنہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں۔

حضور ﷺ کے مدنی نقیب:

ہجرت سے پہلے مدینہ کے جن بارہ اصحاب کو حضور ﷺ نے نقیب بنایا تھا ان میں نو خزرج کے تھے اور تین اوس کے، یہ سب قبائل مدینہ کے رؤسا تھے۔

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ابوالہثیم ابن التیہان رضی اللہ عنہ

سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ سعد بن زراہ رضی اللہ عنہ

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ منذر بن عمر رضی اللہ عنہ

براء بن معرور رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عبادہ ابن الصامت رضی اللہ عنہ رافع بن مالک رضی اللہ عنہ

مدینہ میں حضور ﷺ کے نائبین:

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے مدینہ میں آپ ﷺ کی نیابت کی۔

۱۔ سعد بن عبادہ الخزرجی	غزوہ ابواء کے موقع پر
۲۔ معد بن معاذ الاوسی	غزوہ بواط // //
۳۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد	غزوہ عشیرہ // //
۴۔ حضرت زید بن حارث	غزوہ سفوان // //
۵۔ ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	غزوہ بدر // //
۶۔ حضرت ابن مکتوم	غزوہ بنوسلیم // //
۷۔ ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	غزوہ قنیقاع // //
۸۔ // // // // // //	غزوہ سویق // //
۹۔ حضرت عثمان بن عفان	غزوہ بنوغطفان // //
۱۰۔ ابن مکتوم	غزوہ بحران // //

۱۱۔// // // // // //	غزوہ احد	// //
۱۲۔عثمان بن عفان	غزوہ ذات الرقاع	// //
۱۳۔عبداللہ بن عبداللہ	غزوہ بدرالصغریٰ	// //
۱۴۔مباح بن عرطفہ الغفاری	غزوہ دوم الجندل	// //
۱۵۔حضرت ابوذر غفاری	غزوہ بنو مصطلق	// //
۱۶۔حضرت ثمیلہ بن عبداللہ	غزوہ خیبر کے موقع پر	
۱۷۔حضرت ابورہم کلثوم بن حصین غفاری	فتح مکہ	// //
۱۸۔محمد بن مسلمہ انصاری	غزوہ تبوک	// //

حضور ﷺ کے خاص خُدام:

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جن کے متعلق خاص خدمات سپرد تھیں وہ خدام یہ تھے۔

۱۔انس بن مالک الخزرجی رضی اللہ عنہ: آپ کے مشہور خادم ہیں دس برس کی عمر سے حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔

۲۔عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ: آپ ﷺ کے نعلین اور مسواک کے محافظ تھے۔

۳۔عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ: یہ سفر میں حضور ﷺ کا خچر ہانکا کرتے تھے بعد میں یہ مصر کے والی ہوئے۔

۴۔اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ: یہ آپ ﷺ کا اونٹ ہانکتے تھے۔

۵۔بلال رضی اللہ عنہ: وفود کے اخراجات کا سامان ان کے پاس رہتا تھا اور اس کی تقسیم بھی ان سے متعلق تھی۔

۶۔سعد مولیٰ ابی اکبر رضی اللہ عنہ: یہ بھی آپ ﷺ کے خادموں میں سے تھے۔

۷۔ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ: ان کا نام جندب بن عامر تھا۔

۸۔ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ: یہ بھی آپ ﷺ کے خادم تھے۔

۹۔ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ: یہ آپ ﷺ کے لئے وضو کرانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔

حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام:

زید بن حارث رضی اللہ عنہ غلاموں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

۲۔ابورافع اسلم رضی اللہ عنہ ۳۔ثوبان رضی اللہ عنہ بن نجدہ ان کی کنیت ۴۔ابوکبثیہ رضی اللہ عنہ ۵۔شقران رضی اللہ عنہ ان کا اصل نام صالح ۶۔رباح نوبی رضی اللہ عنہ ۷۔یسار نوبی رضی اللہ عنہ ۸۔مدعم رضی اللہ عنہ ۹۔کرکرہ نوبی رضی اللہ عنہ ۱۰۔انجشہ رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو ماریہ تھی ۱۱۔سفینہ بن فروح رضی اللہ عنہ ۱۲۔السنہ رضی اللہ عنہ ۱۳۔افلح رضی اللہ عنہ ان سے احادیث میں کئی روایتیں مروی ہیں۔۱۴۔ذکوان رضی اللہ عنہ ۱۵۔ابومریہبہ رضی اللہ عنہ ۱۶۔مابور خصتی رضی اللہ عنہ، سقونش شاہ مصر نے حضور کے پاس ہدیہ بھیجا تھا۔ ۱۷۔سندر رضی اللہ عنہ ۱۸۔حنین رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے قاصد:

۱۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ الاموی	قریش مکہ کی جانب

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ	نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجے گئے
۳۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ	ہرقل قیصر روم
۴۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ	خسر پرویز شاہ ایران
۵۔ حضرت حاطب بن ابی طبہ الخمی رضی اللہ عنہ	مقوقش شاہ مصر
۶۔ حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ	حارث بن ابی شمر شاہ غسان
۷۔ حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ	ہوزہ بن علی اور ثمامہ بن اثال کی جانب
۸۔ حضرت عمرو بن العاص السہمی رضی اللہ عنہ	جیفر بن جلندی اور عبد ابن الجلندی الازوی رئیسان عمان
۹۔ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	منذر بن ساوی حاکم بحرین
۱۰۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ	حارث بن کلال حمیری
۱۱۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ	یمن
۱۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	یمن
۱۳۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ	ذوالکلاح الحمیری
۱۴۔ حضرت عیاش بن ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ	حارث مسروح اور نعیم بن عبدکلال کی طرف
۱۵۔ حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ	بصریٰ کے حاکم

حضور ﷺ کے مقرر کردہ محصلین:

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں آنحضرت ﷺ نے مختلف قبائل اور علاقوں کا انتظام سونپ دیا تھا۔ وہ جزیہ صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ وصول کرتے۔

۱۔ حضرت صفوان بن صفوان	بنوعمرو
۲۔ حضرت عدی بن حاتم	بنوطی اور بنواسعد
۳۔ حضرت عمر فاروق	مدینہ منورہ
۴۔ حضرت ابوجہم بن حذیفہ	بنولیث
۵۔ حضرت یزید بن حصین	بنوغفار واسلم
۶۔ حضرت عباد بن بشر	بنوسلیم ومزینہ
۷۔ حضرت ضحاک بن سفیان	بنوکلاب
۸۔ حضرت رافع بن مکیث	بنوجہنیہ
۹۔ حضرت قیس بن عاصم	بنوسعد
۱۰۔ حضرت عمرو بن العاص	بنوکعب
۱۱۔ حضرت بشر بن سفیان	بنوکعب
۱۲۔ ابوعبیدہ بن الجراح	نجران
۱۳۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ	خیبر
۱۴۔ حضرت زید بن لبید	حضرموت
۱۵۔ ابوموسیٰ الاشعری	یمن

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

١٦۔حضرت عمرو بن سعید بن العاص — تیمار

١٧۔حضرت ابان بن سعید — بحرین

١٨۔حضرت عبداللہ بن لیث — بنوذبیان

حضور ﷺ کا اسلحہ:

تلواریں: آپ کے پاس ٩ تلواریں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

١۔ماثور ٢۔العضب ٣۔قلعی ٤۔البتار ٥۔نحف

٦۔الرسوب ٧۔المخذم ٨۔القضیب اور ٩۔ذوالفقار

زرہیں: ان کی تعداد سات تھی۔ ١۔فرات الفضول لوہے کی ذرہ تھی ٢۔لوشاح ٣۔ذات الحواشی ٤۔السوریہ

٥۔فضہ ٦۔البراور ٧۔الخزنق تھیں۔

کمانیں: چھ تھیں۔جن کے نام یہ ہیں۔ ١۔الزوراء ٢۔الروحا

٣۔الصفراء ٤۔البیضاء ٥۔الکتوم اور ٦۔الشداد

ڈھالیں:

دو تھیں ١۔الزلوق اور ٢۔الفتق

نیزے:

یہ بھی دو تھے ١۔المثوی ٢۔مثنی

حربہ: (چھوٹا نیزہ)

تین تھے ١۔البنعہ ٢۔البیضاء ٣۔الغزہ

خود: دو تھے ١۔ذوالموشح ٢۔ذوالسبوغ

زمزمہ نعت

جناب ساغر صدیقی

ناموس محمد کی جو توقیر کرے گا
گھر اپنا وہ فردوس میں تعمیر کرے گا

اس عالم کونین میں اب آپ کا ثانی
پیدا نہ کوئی خالق تقدیر کرے گا

کہتے ہیں امیں ہوگا وہ جنت کی فضا کا
توصیف محمد کی جو تفسیر کرے گا

دیکھا تھا کہ ہیں فرش مدینہ مری آنکھیں
اس خواب کی اب کیا کوئی تعبیر کرے گا

ہاں عشق محمد کی ذرا جوت جگالوں
پھر نالہ شب اور بھی تاثیر کرے گا

ساغر کو بھی لے جائے کوئی انکی گلی تک
اک ذرہ بھی دریوزہ تنویر کرے گا

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

معالج انسانیت ﷺ

جناب حکیم رشید احمد صاحب

سرکار رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی جس طرح اس دور انسانی کی عدیم المثال صحت مند شخصیت تھی اور جس طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہر ہر حیثیت سے آپ ﷺ بلند ترین درجہ امتیاز رکھتے تھے اسی طرح آپ ﷺ کی طبی حیثیت کی رہنمائی بھی عوام اور خواص کے تمام طبقات میں بالکل انوکھی اور نرالی حیثیت رکھتی ہے جناب نبی کریم ﷺ اپنے جسمانی صحت کے لحاظ سے جس درجہ اعتدال کے مالک تھے وہ نہ سابقین میں دیکھا گیا اور نہ آپ ﷺ کے بعد دنیا میں پایا گیا قوموں کا کمال ان کے افعال سے پہچانا جاتا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کی زندگی کے کارنامے آپ ﷺ کی تمام قوتوں کے کمال اور اعلیٰ ترین اعتدال کا ثبوت ہیں۔ یہ مافوق الفطرت انسان کس طرح اپنی موجودہ صحت کی حفاظت کرتے تھے اور زائل شدہ صحت کو واپس لاتے تھے۔ اس کی چند مثالیں پیش کرکے آپ ﷺ کے اصول صحت کو واضح کرنا اس مضمون کا ماحصل ہے اس لئے مناسب ہے کہ ہم سرکار دوعالم ﷺ کے اصول حفظ صحت اور طریق علاج کو دو علیحدہ علیحدہ ابواب میں اختصار کے ساتھ واضح کردیں۔

خوراک کی کمی:

خاص خاص مواقع کے علاوہ ایک روٹی دو کھجوریں ایک پیالہ پانی یہ آپ ﷺ کی ایک وقت کی خوراک تھی۔ ایسی خوراکیں ۲۴ گھنٹہ میں دومرتبہ لی جاتی تھی آج کے صحت مند عربوں کی خوراک کے مقابلہ میں یہ خوراک صفر کے برابر ہے۔ ابتداء بعثت میں جب کفار مکہ نے ستر مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت سے ترک موالات NON COOPRATION کرتے ہوئے ان پر مکہ کے بازار بند کردیئے تھے اور مسلمانوں سے ضروریات زندگی کی خرید وفروخت کو حرام قرار دے دیا تھا اس وقت مکہ معظمہ سے پانچ میل دور یہ جماعت تین سال میں اکثر صرف دو کھجوروں پر گزارہ کرتی تھی اور ایک پیالہ پانی ہر شخص کو ملتا تھا اس قدر کم خوراک جس شخص اور جس قوم کا معیار ہو وہ قوم کبھی بیمار نہیں ہوسکتی۔

شاہ ایران نے ایک نامور مشہور طبیب سرکار دوعالم ﷺ کے لئے مدینہ منورہ بھیجا، دوسال تک یہ حکیم وہاں رہا مگر ایک مریض بھی علاج کے لئے اس کے پاس نہ آیا۔ بالآخر وہ واپسی کی اجازت حاصل کرنے کے لئے سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ گزشتہ دوسال میں میرے پاس ایک مریض بھی علاج کے لئے نہیں آیا معلوم نہیں۔ یہ مافوق الفطرت قوم کس طرح زندہ ہے، سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ ہماری جماعت غذا بہت کم کھاتی ہے اس لئے یہ بیمار ہی نہیں ہوتی یا بہت کم بیمار ہوتی ہے۔

روزے:

ایک ماہ کے فرض روزے ہر شخص کے لئے لازمی قرار دے کر اور دوسرے مسنون اور نوافل روزے ہر مہینہ میں قابل ثواب بتا کر اور

مدت الحیات ان پر عمل کر کے سرکار دو عالم ﷺ نے قوم کے سامنے کم خوراکی کا ایک ایسا عجیب وغریب اسوہ حسنہ پیش کیا ہے جس کی روحانی افادیت تو جو کچھ بھی ہو لیکن جسمانی افادیت سے دنیا کا ہر ذی ہوش انسان واقف ہے۔ تمام مادی امراض کے دفعہ کے لئے رمضان کا مہینہ قابل اعتماد گارنٹی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مزاجی حالات کی ضروریات کو ملحوظ رکھا جائے۔

پانی:

پانی کے متعلق میں نے جو تجربات کئے ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

کھانے کے ساتھ اگر پانی بالکل نہ پیا جائے بلکہ کھانا کھانے کے دو گھنٹہ بعد کچھ ایسی چیزیں پی لی جائیں جو پانی سے بنتی ہیں تو ہاضمہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ خون زیادہ پیدا ہوتا ہے جس سے بدن کے تمام قوائے طبعیہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

پانی کا زیادہ پینا میرے خیال میں مہلک ہے پانی کی افراط سے بلغم پیدا ہوتا ہے اور بلغم ہی کی زیادتی کے انتہائی حدود پر پہنچنے کا نام میرے نزدیک موت ہے۔

قدیم الایام سے عربستان میں پانی کی شدید قلت کی وجہ سے بہت ہی کم پانی پینے کا رواج ہے اس لئے مذکورہ بالا تجربات کے فوائد قدرتی طور پر شروع ہی سے عربوں کو حاصل تھے مگر سرکار دو عالم ﷺ نے اس میں مزید کمی کر کے صرف دو پیالوں میں اس کی مقدار کو محدود فرما کر دنیائے اسلام کے لئے طول حیات اور صحت مندی کا ایک ایسا بے نظر نسخہ تجویز قرار دیا ہے کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

وضو:

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو کی ترکیب میں پانی کا استعمال عجیب حکیمانہ انداز سے رکھا ہے پانی کی قلت میں صرف ایک لوٹا پانی کو سر سے پاؤں تک اس طرح استعمال کیا جاتا ہے کہ جس سے پورے بدن کے غسل کے فوائد اکثر وبیشتر حاصل ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں میں پانی کے جھپکے اور دھونے سے آنکھوں کی جلا اور صفائی کے علاوہ قوت بصر بڑھتی ہے آنکھوں کے اور چہرے کے دھونے سے دماغ واعصاب کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔

ناک میں پانی کو اگر صحیح طور پر صاف کیا جائے تو ام الامراض نزلہ سے انسان یقینی طور پر محفوظ رہتا ہے۔

سر کے بالوں پر پانی پہنچانے اور ہاتھ پاؤں دھونے سے روح تازہ اور نفس میں پاکیزگی اور انبساط پیدا ہوتا ہے۔

جو قومیں اپنی کوئی عبادت بغیر غسل کے نہیں کر سکتیں ان کے مقابلے میں اسلام نے تھوڑے سے پانی سے طہارت کا کس قدر جامع طریقہ ایجاد کیا ہے سبحان اللہ کس قدر سہولت بہم پہنچا دی گئی ہے۔

عبادت وریاضت:

پنجگانہ نمازوں سے جو روحانی اثرات اور غیر مرئی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اس وقت میرے زیر بحث نہیں ہیں۔ مگر بدن پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان ہی کی طرف اس مختصر مضمون میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔

پانچوں وقت کی نماز میں تقریباً ۴۸ رکعت پڑھی جاتی ہیں جن میں ۴۸ قیام ۴۸ رکوع ۹۶ سجدے ہوتے ہیں اور اس طرح بدن کے تمام اعضاء اس لطیف ریاضت سے مستفیض ہوتے ہیں، ہاتھ پاؤں اور کمر پشت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور گردن کے جوڑ حرکت کرنے کی وجہ سے کھلتے ہیں، قرأت قرآن سے زبان اور عضلات صدر اور دماغ کی کافی ورزش ہو جاتی ہے اور اس طرح یہ ریاضت اعصاب و اعضا کے فضلات کو خارج کر کے انہیں اعتدال مزاج اور قوت بخشتی ہے۔

قیام لیل:

سرکار دو عالم ﷺ کے بے شمار ساتھی برسوں تک اس طرح زندگی گزارتے رہے کہ دن بھر روزہ رکھتے تھے اور رات بھر عبادت میں صرف کرتے تھے۔ صحابہ کرام میں سے ہزاروں اشخاص رات بھر عبادت کرتے تھے دن بھر جہاد میں مصروف رہتے تھے اور زندگی کے آخری لمحہ تک اسی طریقے پر قائم رہے دن بھر کے روزہ کے فوائد ہم کم خوراکی کے ضمن میں لکھ چکے ہیں مگر رات بھر کی عبادت کی محنت اور دن بھر کے جہاد کی صعوبت اور موت و حیات کی کشمکش کا قلب پر جو دباؤ محسوس ہوتا تھا وہ ان کی صحت کو مضبوط بنانے کے لئے کافی تھا اور یہ سب کچھ اس صورت میں تھا کہ غذا مغرب کی نماز کے بعد صرف ایک روٹی دو کھجوریں اور ایک پیالہ پانی اور اسی قدر سحری کے وقت ہوتی تھی، اس صورت میں ان کے اجسام دبلے اور ان کے قلوب و ارواح بے حد قوی اور مضبوط ان کے عزائم ہوتے تھے اور اسی لئے رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہوتی اور فتح و کامرانی ان کے قدم چومتی تھی ان لوگوں پر سرکار دو عالم ﷺ کی موجودگی اور روحانی قوت ضرور اثر انداز تھی مگر پھر بھی ان کی خوراک کی قلت اور ریاضت کے فوائد مسلسل ان کو پہنچ رہے تھے۔ حفظان صحت کے بیان میں مختلف عنوانات کے تحت جو شذرات مختصر لکھے گئے ہیں ان سے سرکار دو عالم ﷺ کے حفظان صحت کا ایک مختصر سا خاکہ سامنے آ جاتا ہے لیکن ابھی بہت سے ضروری عنوانات مثلاً اخذ ہوا ضروریات بدن کا داخلہ و خارجہ غم و غصہ اور دیگر محرکات نفسانیہ گھریلو زندگی اور اسباب معیشت خواب و بیداری باقی ہیں لیکن مضمون کی طوالت کے خوف سے مذکورہ عنوانات کو ملتوی کرتا ہوں۔

صحت زائلہ کو لوٹانے کے لئے رسول اللہ ﷺ مریض کو اس کی فطرت اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر چھوڑنے کو پسند فرماتے تھے آپ ﷺ کو یقین تھا کہ امراض بدنی ازالہ امراض روحانی (گناہوں کے کفارہ کا) باعث ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اپنی مشیت سمجھنے والے تسلیم و رضا کے بندے عموماً امراض کے علاج کو پسند نہیں کرتے مگر شارع اسلام ﷺ کے ایک حقیقی نبض شناس ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ نے مرض واقع ہونے کی صورت میں اس کے لئے علاج کو ضروری قرار دیا ہے اور کیوں نہ ضروری قرار دیتے جب کہ قرآن پاک میں شہد کے تذکرے میں فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ فرما کر تحصیل شفاء کا شوق دلایا گیا ہے یہ فقرہ مرض کی حالت میں علاج کی طرف رجوع ہونے کے لئے کھلا ہوا اشارہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سینکڑوں ہزاروں امراض کا علاج دوا سے غذا سے اور دوسری تدابیر سے کیا ہے جن کی صراحت کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا، مگر میں چند امراض کے لئے دوائیں اور تدابیر مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں۔

جنون:

۱۹۱۶ء میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم نے مجھے دہلی

سے نوشہرہ میں حضرت پیر مانکی شریف کے علاج کے سلسلہ میں بھیجا تھا میں ایک روز حضرت پیر صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک مجنون لڑکے کو زنجیروں میں باندھ کر بہت سے پٹھان لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ پیر صاحب نے دور ہی سے ایک نظر دیکھ کر حکم دیا کہ پچھنے لگاؤ فوراً تعمیل حکم کی گئی۔ سر سے خون بہنا شروع ہوا۔ تھوڑا ہی خون نکلا تھا کہ مریض کو ہوش آ گیا اور خاموشی کے ساتھ نہایت ادب سے پیر صاحب کو سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ پیر صاحب نے لوٹ کر میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ کہیے کہ کیسا علاج ہوا؟

میں نے کہا سبحان اللہ علاج کیا ہوا ایک کرامت ہوئی لیکن میں اگر اس کا علاج کرتا تو پچھنے وسط سر کے بجائے کانوں کے پیچھے لگاتا جو دماغی مواد کا مفرغہ ہے۔

پیر صاحب نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پر عمل کیا ہے جس میں جنون کی صورت میں سر پر پچھنے لگانے کا حکم دیا گیا میں نے پھر عرض کیا اگر خلف الاذنین پچھنے لگائے جاتے تو تعمیل حکم نبوی بھی ہو جاتی اور طبی نظریہ بھی پورا ہو جاتا۔ پیر صاحب نے فرمایا نہیں دوسری حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ جنون کی حالت میں وسط راس میں پچھنے لگائے جائیں، اور ساتھ ہی پیر صاحب نے ترمذی شریف منگوا کر مجھے دونوں حدیثیں نکال کر دکھائیں۔

شہد خاص بمزاجاً ایک مرکب القوی دوا ہے اس میں قدرتی طور پر سرد اور گرم دونوں قوتیں موجود ہیں شدید گرمی میں ایک گلاس پانی میں اگر دو تولہ شہد پی لیا جائے تو برف کی طرح ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور بدن کو کافی ٹھنڈا کر دیتا ہے اور اگر شدید برفباری اور سردی کی صورت میں اس کو پی لیا جائے تو خود بہت گرم ہوتا ہے اور بدن میں بجلی کی جیسی گرمی پیدا کر دیتا ہے۔

قرآن پاک میں فیہ شفاء للناس کہا گیا ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر شہد کو مختلف تراکیب سے مختلف امراض میں دیا جائے تو شفا یقینی ہے اس لئے تاجدار مدینہ ﷺ اکثر امراض میں شہد استعمال کرنے کا حکم دیتے تھے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ سے شکایت کی۔ میرے بھائی کے شکم میں شدید درد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ پھر آیا اور حالت بدستور بتلائی۔ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا شہد استعمال کراؤ کئی بار وہ حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے اسے یہی جواب دیا بالآخر چوتھی مرتبہ جب اس نے آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مریض بے چین ہے اور شہد سے اب تک کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا قرآن میں جو شہد کی تعریف کی گئی ہے وہ بالکل صحیح ہے تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ جاؤ پھر شہد پلاؤ۔ چنانچہ پھر شہد پلایا گیا اور فوری صحت حاصل ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کلونجی کو اکثر امراض شکم اور دوسری بیماریوں میں بہت زیادہ استعمال فرماتے تھے اور ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کلونجی میں بھی بے شمار بیماریوں کی شفاء ہے۔

قسط بحری میں بھی اکثر استعمال فرماتے تھے اور حقیقتاً بے شمار امراض میں تیر بہدف دوا ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ادویہ اور اغذیہ کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات گرامی بہت زیادہ ہیں جن کے بیان کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا میں اسی امید پر مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ جو حضرات اس مضمون کو پسند فرمائیں دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

صحابہ کا عشق رسول ﷺ

جناب محمد انور صاحب قادری

کائنات کی تخلیق سے لیکر آج تک محبت کے نغمے سازِ عشق کی تانوں پر گائے جاتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ روزِ اخیر تک جاری رہے گا عشق ومستی کی ان محفلوں میں انوکھا سرور، نرالی تڑپ اور نیا ولولہ پایا جاتا ہے۔ گویا محبت ایک شراب ہے جس کی تیاری میں مختلف قسم کے پھولوں کا رس ہے اوراق عشق کا ہر باب انوکھی تحریر سے لکھا گیا ہے لیکن عشق ومستی جان نثاری اور قربانی کی جو داستانیں تاریخ اسلام کے دامن پر چمک رہی ہیں وہ ایک نرالی حیثیت کا مظاہرہ کررہی ہیں۔ صحابہ کرام کا جو تعلق آقائے نامدار سرکار ابد قرار حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھا وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

آیئے! آپ کو میدان احد کی اس سرزمین پر لے چلتا ہوں۔ جہاں حق وباطل کے درمیان کسی حد تک ایک فیصلہ کن لڑائی ہوئی تھی۔ شیطان ایک طرف اپنا جم غفیر لئے مسکرا رہا تھا۔ رحمان کی ترجمانی کرنے والے اپنے چند جانثاروں کو لئے ہوئے معصوم لبوں سے چند دعائیہ کلمات فضا عالم میں تحلیل فرمارہے تھے۔ ایک طرف غرور اور تکبر تھا حسد وعناد تھا۔ شیطانی جاہ جلال تھا۔ لیکن دوسری طرف عجز وانکساری تھی اطاعت وفرمانبرداری تھی لبوں پر تلاوت قرآنی تھی۔ جذبہ تعلیم ورضا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھے تلواریں نکل آئیں بھالے اٹھے نیزے بلند ہوئے کمانیں تن گئیں آہ بکا سے میدان جنگ کی فضا مکدر ہوگئی۔ جان نثاران نبوی بڑی گرمجوشی سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ لاشوں کی انبار لگ گئے۔ کوئی ایک دم کا مہمان بنا۔ کسی کا بازو کٹا کوئی ٹانگ کھو بیٹھا۔ کسی کے ہاتھ جدا ہوئے کوئی آرزوئے شہادت میں بکھرے ہوئے شیر کی طرح گرج رہا تھا لفظ بڑا بھیانک تھا۔ خون کی ندیاں بہنے لگیں، کائنات کا ہر ذرہ محو تماشہ تھا۔ ایک عاشق رسول ﷺ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا دور تک چلا گیا ۔ کتنوں کا ٹھکانے لگایا اور خود بھی خون میں نہایا ہوا رخ محبوب کی رعنائیوں سے لطف اٹھا رہا تھا کہ ایک کافر کا تیر آیا اور سینے کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ دید کا طالب لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر گیا۔ یہ عاشق رسول ﷺ حضرت عمار بن زیاد تھے۔ زخم گہرا تھا۔ خون نکل رہا تھا۔ سانس اکھڑ رہا تھا۔ لیکن اس وقت ان کی نگاہوں کے سامنے نہ بیوی کا اجڑا ہوا سہاگ تھا نہ ماں کا دل دہلا دینے والا چہرہ تھا۔ بھائی کی والہانہ محبت کا نقش دل سے مٹ چکا تھا اور بیٹے کی محبت کا خیال ذہن سے جا چکا تھا اگر نگاہوں کو کسی چیز کی تلاش تھی تو وہ رخ مصطفےٰ ﷺ کا جمال تھا۔ اگر دل کسی کے لیے بیقرار تھا تو وہ مدنی محبوب تھا۔ چنانچہ اس تمنا کا اظہار کرنے کے لیے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر التجا کی۔ اے خالق ارض وسما! آج روح کی بیقراری کا واسطہ دے کر تیرے دربار میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ آخری چند سانس اس قدر لمبے ہو جائیں کہ میں

بقیہ صفحہ نمبر ۷۷ پر دیکھیے

NAFSEISLAM.COM

ختم الرسل ﷺ کا وصال

مفتی کفایت احمد رتوی صاحب

الحمد للہ رب العلمین . والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین. اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (پ۶ ع۵)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

حضور تاجدار مدنی ﷺ ماہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو پیر کے روز اس عالم افروز میں جلوہ گر ہوئے اور اسی مقدس مہینے میں بارہ ہی تاریخ کو پیر ہی کے دن اس دنیا سے پردہ فرماگئے۔ حاشا وکلا کوئی شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ حضور ﷺ خدا ہیں۔ معاذ اللہ اور آپ پر موت نہیں آئی۔ بلکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تخلیق اللہ نے کی اور آپ ﷺ پر موت حاضر ہوئی۔ مگر بعد از وصال بھی آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں امت اور اس کے جملہ حالات کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ اس کے ہر قول فعل سے باخبر بھی ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ حضور مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! خدا ہمیں اس فاسد عقیدے سے محفوظ رکھے۔ آمین

موت ایک لمحے کے لئے حاضر ہوئی اور حضور نے اسے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد حضور سرور کونین ﷺ اسی حیات جسمانی وحقیقی کے ساتھ زندہ ہیں جس طرح کہ پہلے تھے۔ البتہ پردہ ضرور فرماگئے ہیں یوں سمجھئے کہ پاکستان میں سورج غروب ہوجائے تو اس کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ سورج کا وجود معدوم ہوچکا ہے۔ بلکہ وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوکر کسی دوسرے خطے میں اپنی کرنیں بکھیرتا ہے۔ پاکستان میں جب رات ہوتی ہے اس وقت امریکہ میں دن ہوتا ہے۔ اسی طرح امام الانبیاء ﷺ کے وصال شریف کے یہ معنی ہیں کہ اب آفتاب محمدیت قبر میں طلوع ہوکر اپنی ضیاء سے عالمین کو منور کررہا ہے۔ خبردار یہ وہم نہ آنے پائے کہ حضور اب نہیں یا انہیں ہماری خبر نہیں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا اور وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اللہ نے حیات شہداء کا ذکر کلام مجید میں فرمایا۔ مگر ان کی زندگی اُخروی و معنوی ہے۔ مگر حیات محمد رسول اللہ ﷺ شہداء کے مانند نہیں بلکہ آپ کی زندگی حسی و دنیاوی ہے یعنی جس طرح حقیقی اور جسمانی طور پر آپ اس دنیا میں حیات تھے۔ بالکل اسی طرح قبر انور میں زندہ ہیں۔

چنانچہ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی جان لو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات علماء کرام کے نزدیک ایک اتفاقی چیز ہے۔ جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی شہیدوں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی زندگی سے بہت کامل اور قوی ہے کہ شہیدوں کی زندگی معنوی اور اُخروی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی حسی اور دنیاوی۔ (مدارج النبوۃ ۲۶۳)

WWW.NAFSEISLAM.COM

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فیصلہ فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور حسی و دنیوی زندگی رکھتے ہیں تو پھر ثابت ہوگیا کہ میرے آقا سرور عالم محمد رسول اللہ ﷺ جو کہ باعث تخلیق کون و مکان ہیں ان کی حیات کس قدر کامل اور قوی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

میرے آقا سرکار دوعالم ﷺ کے معجزات ان گنت ہیں کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں جس پر آپ کا حکم نہ چلتا ہو۔ زمین وزماں مکین و مکان، چنیں وچناں ہر چیز پر آپ کا قبضہ ہے۔ جانوروں کا سجدہ کرنا، سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا۔ چاند کا شق ہونا، ڈوبے ہوئے آفتاب کا پلٹنا۔ ان جیسے لاتعداد معجزات کو دیکھنے کے بعد ممکن تھا کہ لوگ حضور ﷺ کو خدا کہنے لگتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو اس گناہ سے بچانے کے لئے اپنے محبوب پر موت وارد فرما کر یہ ظاہر کردیا کہ حضور ﷺ رسول خدا تو ہیں مگر خدا نہیں کیونکہ ذات لم یزل تو موت سے مبرا ومنزہ ہے وہاں تو آن کی آن کے لئے بھی موت کا تصور نہیں ہوسکتا۔ مگر بارگاہ مصطفوی ﷺ میں ملک الموت حاضر ہوا اور اجازت حاصل کرنے کے بعد اس نے روح مبارک کو قبض کیا پھر روح انور کو اسی لمحہ دوبارہ جسم مقدس کی زینت بنادیا گیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جن کے ایمان کمالات اور عشق کے درجات نہایت بلند ہیں نے یہ مسئلہ ایک چھوٹے سے شعر میں حل فرمادیا کہ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے

مگر اتنی کہ فقط آنی ہے

حضرت امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ پر شرح مواہب میں جو ایمان افروز دلائل باندھے ہیں وہ ایک مسلمان کے لئے کافی ہیں۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے مواہب لدنیہ میں لکھا۔

وَمِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ حَيٌّ فِي قَبْرِهٖ

یعنی حضور ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبرانور میں زندہ ہیں۔

امام قسطلانی نے اس پر ایک شبہ فرما کر اس کا جواب دیا کہ اگر کوئی شخص یہ آیت پڑھے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

یعنی بے شک اس آیت کے مطابق حضور ﷺ کی جناب میں موت حاضر ہوئی۔ مگر موت آنے کے بعد قائم نہیں رہی۔ بلکہ حضور ﷺ پھر زندہ فرمادیے گئے۔ (جواہر البحار ۲ جلد ۱)

متحدہ ہندوستان کا ایک بادشاہ شاہ جہاں گزرا ہے اب اس کا ذکر یوں کیا جائے کہ شاہ جہاں ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ ہے کہنا اب غلط ہوگا کیونکہ اب وہ نہیں۔ مگر شاہ دوجہاں ﷺ کے متعلق آج بھی یہی کہا جاتا ہے محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ تھے سب یہی کہتے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ "یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں" یہ (ہے) ہی بتا رہا ہے کہ ذات گرامی اب بھی ہے۔

جب تکمیل دین سے متعلق وحی نازل ہوئی تو اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دل شکستہ ہوگئے کہ اس آیت شریفہ سے حضور ﷺ کے وصال شریف کی خبر مل رہی ہے اس لئے کہ حضور جس مقصد کے لئے تشریف لائے تھے وہ پورا ہوگیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ حضور ہم سے پردہ فرماجائیں گے۔ چنانچہ جب وہ وقت آیا اور آپ کو مرض شریف لاحق ہوا تو جبرئیل امین ملک الموت کو لے کر حاضر ہوئے۔ جبرئیل امین کے ساتھ ایک

اسماعیل نامی فرشتہ بھی آیا جو کہ ایک لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے اور اس کے ماتحت فرشتے ہیں ہر ایک فرشتہ ایک لاکھ فرشتوں کا حاکم ہے۔ سلام عرض کیا ملک الموت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے مجھے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق کام کروں۔ ملک الموت کی یہ فروتنی اور عاجزی دیکھیئے وہ بھی اس دربار سے اجازت لیکر کام کرتا ہے پھر جبرئیل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو چاہتا ہے یہ بات سن کر حضور ﷺ نے عزرائیل کو روح قبض کرنے کی اجازت دے دی۔ (مدارج النبوۃ جلد۲،۲۵۳)

جس طرح آفتاب کے چھپ جانے سے عالم میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اسی طرح آفتاب احمدیت ﷺ کے پردہ فرمالینے سے صحابہ کرام کی نظروں میں ساری دنیا اندھیر ہوگئی۔

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اتر کر ان کے حجرے کی زمین میں چھپ گیا آپ نے یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا۔ خدا امت کا مددگار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ امت کے مسافر مدینے کے چاند کے غروب ہونے کے بعد اندھیروں میں بھٹکتے پھریں۔ جب مخبر صادق ﷺ کا وصال شریف ہوا اور قبر انور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں بنی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عائشہ تیرے خواب کی یہی تعبیر تھی آج وہ چاند تیرے حجرے میں چھپ گیا۔

حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ صحابہ کرام نے جس قدر محسوس کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ صحابہ کرام کا دل اب مدینہ شریف میں نہ لگتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو جانے لگے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بلال، نہ جاؤ تو وہ بولے۔

مدینہ وچ نہیں لگدا مراجی سو محبوب دے دارو کراں کی
جدوں بنجادے محراب دلدار کھڑے پیر آتش ہجر دی ساڑ
ارتی کون فرمائے گا مینوں کتھے دلبر سناواں حال جینوں
وچھوڑے دی پڑی ہے شام مینوں
نہیں دلبر با ہمہ آرام مینوں

چنانچہ تاب فرقت نہ لاتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سدھارے سال بھر حلب شہر میں رہے۔ ایک بار خواب میں حضور تاجدار مدنی ﷺ نے فرمایا بلال! تو نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں ہی لبیک کہی اور مدینہ پہنچ گئے مدینہ میں غل مچ گیا کہ موذن محمد ﷺ تشریف لائے ہیں۔ سب کے اصرار پر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی تو سب کو حضور ﷺ کی حیات ظاہری کا زمانہ یاد آگیا اور سب رونے لگے۔ ایک عجیب سا سماں تھا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر پہنچے تو سامنے رُخِ مصطفےٰ ﷺ کو نہ پا کر غش کھا کر گر پڑے۔ بہت دیر کے بعد اٹھے اور روتے ہوئے شام واپس چلے گئے۔

اللہ رب ذوالجلال ہمیں حضور ﷺ کا سچا امتی بننے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

www.nafseislam.com

درود العارفین

یوں تو تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام خدا کے برگزیدہ اور مقرب بندے ہیں مگر جو شان محبوبی و یکتائی سرور کائنات فخر موجودات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کو حاصل ہے وہ آپ سے پیشتر کسی نبی یا رسول کو نصیب نہیں ہوئی۔ چونکہ آپ کا نور مبارک باعث تخلیق کائنات تھا اور آپ کی ذات اقدس موجودات عالم سے افضل و برتر تھی۔ لہٰذا آپ کے شایان شان خدا تعالیٰ نے آپ کے نام کا بول بالا اس انداز سے فرمایا کہ کوئی نبی یا رسول اس اعزاز و شرف کو حاصل نہ کر سکا۔

پیارے نبی کا پیارا نام:

خدا نے اپنے حبیب ﷺ کے نام کا بول بالا فرمایا۔ اس انداز سے نہیں کہ صرف آپ کا نام بار بار لیا جائے بلکہ جب اور جہاں کہیں بھی خدا نے اپنے حبیب ﷺ کو خطاب کیا تو کسی خاص صفت یا وصف کے ساتھ کہیں یا ایُّھا النَّبی فرمایا تو کہیں یا ایُّھا الرَّسُول کہیں یا ایُّھا المُزَّمِّل تو کہیں یا ایُّھا المُدَّثِّر۔

حبیب پاک ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کا جہاں کہیں قرآن میں ذکر آیا ہے تو نام کے ساتھ اور خطاب کیا گیا ہے تو نام کے ساتھ اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اُمت کو آداب و احترام کے ساتھ ذکر حبیب ﷺ کا خاص طریقہ بھی بتلایا گیا ہے اور اس سلسلے میں تعلیم دی گئی ہے کہ یہ طریقہ تمہارے ساتھ ہی مخصوص نہیں

وظائف اشرفیہ

حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بلکہ ہمارے فرشتے بھی تمہارے شریک کار ہیں۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْما اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی نبی ﷺ پر درود سلام بھیجو۔

خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد کون بد بخت اُمتی ہوگا جو درود و سلام کے ساتھ رطب للسان نہ ہو اور جو خدا نہ کرے ایسا ہو اُس سے زیادہ دُنیا میں کون بدنصیب اور نافرمان ہو سکتا ہے۔

فضائل درود شریف:

سرکار رسالت مآب ﷺ کا ارشاد اقدس ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اس کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور دس نیکیاں اس کے اعمال میں درج کی جاتی ہے۔

(۲) حضور سرور کائنات ﷺ کا فرمان مکرم ہے کہ جو شخص صبح کو دس بار اور شام کو دس بار مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔

(۳) آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر کثرت سے درود پڑھے گا قیامت کے دن وہ عرش کے سائے کے نیچے اور مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔

(۴) تاجدار رسالت روحی فداہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود شریف پڑھے گا تو وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام ضرور دیکھ لے گا۔

(۵) سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا جو شخص مجھ پر سو بار درود پڑھے گا خدا تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمادے گا۔

(۶) حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی آپ پر درود پڑھتے ہیں میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اُس پر سلامتی نازل کروں گا۔

(۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو دعا مانگی جاتی ہے زمین و آسمان کے درمیان رُک جاتی ہے جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے آسمان پر نہیں جاتی۔

(۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے بہت سے نورانی فرشتے پیدا کئے ہیں جو صرف جمعہ کی رات اور دن میں آسمان سے اُترتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندنی کی دواتیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں۔ ان فرشتوں کا یہ کام ہے کہ جو درود نبی اکرم ﷺ پر پڑھے جاتے ہیں اُس درود شریف کو وہ لکھ لیتے ہیں۔

(۹) حبیب المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے کئی فرشتے پیدا کئے ہیں جو دنیا میں سیر کرتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ کو پہنچاتے ہیں۔

(۱۰) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ پر درود پڑھے میں اس پر درود بھیجتا ہوں اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے میں اس کو سلام کرتا ہوں۔

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔ (نسائی)

(۱۲) حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی بندہ کسی جگہ سے بھی مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ وصال کے بعد بھی آپ نے فرمایا۔ ہاں میرے وصال کے بعد بھی بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔ اس حدیث کو حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا اور فرمایا کہ ابن ماجہ نے اسے سند جہد کے ساتھ روایت کیا۔

(طبرانی، جلاء الافہام)

درود شریف کی برکات:

حضرت ابوبکر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور ان کی آنکھوں کے بیچ کے حصہ کا بوسہ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ان کے لئے کھڑے ہوگئے اور اُن کو گلے لگایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا۔ میں نے

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ شبلی رحمتہ اللہ علیہ پر اتنی عنایت۔حضور نے فرمایا ہاں یہ نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ مکمل سورت آخر تک پڑھتے ہیں اور مجھ پر درود بھیجتے ہیں۔

جہاز غرق ہونے سے بچ گیا:

موسیٰ ضریر رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں ایک جہاز میں تھا۔وہ ڈوبنے لگا۔سخت پریشانی میں مجھے غنودگی آ گئی۔سرکار دو جہاں ﷺ کی زیارت ہوئی۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جہاز والوں سے کہہ دو یہ درود ہزار بار پڑھیں۔میری آنکھ کھل گئی میں نے جہاز والوں کو درود پڑھنے کی تلقین کی ابھی تین سو بار بھی پڑھا نہیں گیا تھا کہ جہاز طوفان سے نکل آیا اور سب نے اس مصیبت سے نجات پائی۔وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَمَوْ لَا نَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَ ھْوَالِ وَالْاٰ فَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَابِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَا تِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ .

درود شریف کی برکت سے دشمن ہلاک ہوگیا:

نزہتہ المجالس میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے جور و تعدی سے تنگ آ کر جنگل میں پناہ گزیں ہوا اور وہاں زمین پر قبر کا فرضی نشان بنا کر یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ قبر مبارک سرکار دو عالم ﷺ کی ہے درود خوانی شروع کر دی جب ایک ہزار کی تعداد پوری ہوگئی تو بارگاہ الٰہی میں دستِ دُعا بلند کر کے ملتجی ہوا ''اے خدا میں'' اس قبر کو تیری بارگاہ میں شفیع قرار دیتے ہوئے ملتجی ہوں کہ مجھے بحرمت محمد ﷺ اس ظالم بادشاہ کے خوف سے نجات دے۔غیب سے ندا آئی ''واقعی محمد ﷺ'' بہترین شفیع ہیں وہ اگرچہ از روئے مسافت تجھ سے بہت دور ہیں مگر منزلت و کرامت کے لحاظ سے قریب تر ہیں۔جا ہم نے تیرے دشمن کو ہلاک کر دیا۔یہ خوشخبری سن کر وہ شخص شہر آیا تو معلوم ہوا واقعی بادشاہ ہلاک ہو گیا۔

درود شریف کی برکت سے معجزہ موسوی کا ظہور:

الملاذ والاعتصام بالصلوٰۃ میں مرقوم ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی نکالنے کے لئے اپنا عصا پتھر پر مارا تو پانی نہ نکلا اسی وقت وحی آئی اے موسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ پر درود شریف پڑھو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درود شریف پڑھ کر دوبارہ عصا مارا تو پانی میں سے چشمہ جاری ہو گیا۔

درود خواں کی مغفرت یقینی ہے:

مقاتل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے نیچے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے جس کے اتنے بڑے بڑے گیسو ہیں جنھوں نے پورے عرش کا احاطہ کر رکھا ہے اور اس کے ہر بال پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْ لُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے پس جب کوئی شخص درود شریف تلاوت کرتا ہے تو اس فرشتے کا ہر ہر بال اُس شخص کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

درود خواں کا جنت میں خاص مقام ہے:

منازل الانوار میں ہے کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام نے سرکار

رسالت ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو جنت میں ایک بڑا عظیم الشان قبہ مرحمت فرمایا ہے۔اس قبہ کا عرض تین سو سال کی مسافت ہے اس قبہ میں آپ کا وہی اُمتی داخل ہوگا جو آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔

جس عورت کے بچے نہ جیتے ہوں:

جلیلہ بنت عبدالجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے بچے نہیں جیتے حضور ﷺ نے فرمایا تو اللہ کی نذر مان لے کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوا تو میں اُس کا نام مُحمد رکھوں گی۔ چنانچہ جلیلہ نے ایسا ہی کیا۔حق تعالیٰ نے اُس کو متقی وصالح فرزند عطا فرمادیا۔

بلند آواز سے درود پڑھنے کی برکت:

بعض صالحین سے منقول ہے کہ ان کا ایک ہمسایہ نہایت ہی بدکار و فاسق وفاجر تھا۔وہ اپنے ہمسایہ کو ہر چند نصیحت کرتے لیکن کوئی نصیحت کارگر نہ ہوتی۔ قضائے الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا۔ایک روز ان صالح اور متقی بزرگ نے ہمسایہ کو جنت میں دیکھا بڑی حیرت ہوئی ۔پوچھا تمہیں یہ درجہ اور اعزاز کیوں کر ملا۔اُس نے جواب دیا کہ میں ایک روز ایک مقام سے گزر رہا تھا ۔ وہاں ایک محدث یہ حدیث سنا رہے تھے اور جس شخص نے مجھ پر بلند آواز سے درود پڑھا تو جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔ یہ سن کر میں نے بلند آواز سے درود شریف پڑھا اس کی برکت سے حق تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔

قبر میں درود شریف کی رہنمائی:

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔میرا ایک پڑوسی مرگیا تھا چند روز بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہو کیسی گزری ؟ تو اس نے جواب دیا کہ جس وقت قبر میں منکر نکیر سوال و جواب کے لئے آئے تو خوف ودہشت کی وجہ سے میری زبان بند ہوگئی اور میں کچھ نہ کہہ سکا۔میں اپنے دل میں کہنے لگا شاید میری موت اسلام پر نہیں ہوئی۔اتنے میں ایک شخص نہایت وجیہہ شکل میرے پاس آیا اور مجھے ہدایت کی منکر نکیر کے سوالات کے یہ جواب دو۔میں نے دریافت کیا کہ مرد خدا تم کون ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک فرشتہ ہوں تیری کثرت درودخوانی سے خدا نے مجھے پیدا فرمایا ہے۔

درودخوانی کا حکم سب سے پہلے جبرئیل کو ملا:

ایک روز جبرئیل علیہ السلام نے سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا فرمایا تو دس ہزار سال تک مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ میں کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور میں کیا کروں ؟ دس ہزار سال کے بعد ندا آئی یاجبرئیل جب معلوم ہوا ہے کہ میرا نام جبرئیل ہے میں نے فوراً جواب میں عرض کیا ۔لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ۔حکم ہوا میری تقدیس بیان کرو میں دس ہزار سال تک خدا کی بزرگی بیان کرتا رہا اُس کے بعد مجھ پر کچھ انوار عرش ظاہر ہوئے ۔ عرش پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا دیکھا میں نے خدا تعالیٰ سے دریافت کیا محمد رسول اللہ کون ہیں؟ حکم ہوا جبرئیل اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا بلکہ نہ جنت کو پیدا کرتا نہ دوزخ کو نہ چاند کو نہ سورج کو اے جبرئیل محمد ﷺ پر درود پڑھو چنانچہ میں دس ہزار سال تک درود شریف پڑھتا رہا۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

شیر خوار بچے بھی درود پڑھتے ہیں:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سال بھر تک کے شیر خوار بچے کو ہر گز نہ مارا کرو کیونکہ شیر خوار بچہ پہلے چار مہینوں میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ اور دوسرے چار مہینوں میں سرکار دوعالم ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہے اور تیسرے چار مہینوں میں اپنے ماں باپ کے لیے دعا کرتا ہے۔

درود شریف پڑھنے کے خاص اوقات:

علامہ سخاری رحمتہ اللہ علیہ نے قول بدیع میں درود شریف پڑھنے کے خاص اوقات احادیث نبوی اور آثار صحابہ سے حسب ذیل بیان کئے ہیں۔ وضو کے بعد، تیمّم کے بعد، غسل کے بعد (لباس پہن کر) نماز میں نماز کے بعد، اقامت کے وقت، صبح کے بعد، مغرب کے بعد، التحیات میں قنوت میں۔ تہجد کے واسطے، جب کسی مسجد میں گزر ہو، مسجد کو دیکھنے کے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، مسجد سے نکلتے وقت، جمعہ کے روز، جمعہ کی شب میں، جمعہ کے خطبہ میں۔ عیدین کے خطبہ میں، سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت، میت کو قبر میں اتارتے وقت، صفا مروہ پر تلبیہ سے فارغ ہوکر، حجر اسود کے بوسہ کے وقت، ملتزم کے پاس، عرفہ کے دوپہر کے بعد۔ مسجد خیف میں مدینہ طیبہ کے دیکھتے وقت قبر نبی ﷺ کی زیارت کے وقت۔ نکاح کے خطبہ میں، صبح کے وقت اور شام کے وقت، جب سونے کا ارادہ ہو، سفر کی ابتداء میں، جب نیند اچٹ جائے، بازار میں جانے کے وقت، جب گھر میں داخل ہو، غم کے وقت، مصیبت اور سختی کے وقت محتاجی اور فقیری میں، طاعون کے زمانے میں، دعا کے شروع و آخر میں، جب کان بجنے لگے، جب پاؤں سُن ہو جائے، جب کوئی چیز بھول جائے۔ جب کوئی چیز اچھی معلوم ہو۔ گناہ سے توبہ کرتے وقت، جب کوئی حاجت پیش آئے، دوستوں سے ملنے کے وقت، جب چند آدمی مجلس سے اٹھنے لگیں، قرآن شریف ختم کرتے وقت، حفظ کرنے کے وقت جس مجلس میں اللہ پاک کے ذکر کے لئے جمع ہوں علم پڑھنے پڑھانے کے وقت وعظ کہتے وقت، فتویٰ دیتے وقت جب نام مبارک محمد ﷺ کا سُنے یا لکھے۔

بقیہ: صحابہ کا عشق رسول ﷺ

تیرے محبوب کے دربار سے مشرف ہو جاؤں اور میری زندگی کی آخری ہچکی آغوش مصطفےٰ ﷺ میں جا کر سکون حاصل کرے۔ صدق دل سے نکلی ہوئی دعا کامیاب ہوئی۔ قریب ہی سرکار مدینہ عاشقوں کے جھرمٹ میں جلوہ فرما تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ زمین پر گھسٹے ہوئے حضور کے قدموں تک پہنچ گئے۔ ساحل مراد تک کشتیٔ حیات پہنچ گئی سرِ عاشق محبوب کے قدموں پر پڑا تھا۔ رخسار حضور کے تلوؤں سے ملے اور زبان سے کہا فُزْتُ و رب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا) منزل عشق کا راہی حضور کے قدموں پر سر رکھے ہوئے۔ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گیا۔ یہ تھا صحابہ کا جوش عشق اور ان کی عقیدت و محبت کی مستی نہ ان کے حاشیہ خیال میں حضور کا اپنے جیسا بشر ہونا تھا اور نہ حضور کے علوم و اختیارات سے بغاوت تھی۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہے کہ ہماری زندگی کا ہر لحہ آقا و مولا کی محبت میں گذرے اور جب کبھی شان مصطفےٰ پر کسی غیر کی طرف سے حملہ ہو تو اس حملہ کو ہر طریقے سے ناکام بنانے کی سعی کریں۔ تاکہ رحمت خداوندی کا ہم پر نزول ہو۔

راہ طریقت

حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بخاری و مسلم شریف دونوں میں ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ:۔

تم میں سے ہر شخص سے اس طرح کا محاسبہ ہوگا کہ خدا اور بندے کے درمیان وکالت اور ترجمانی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اس کے عمل کے سوا کچھ اور نظر نہیں آئے گا۔ پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہاں بھی سوائے اپنے اعمال کے کچھ نہیں پائے گا۔ پھر وہ سامنے نظر ڈالے گا تو جہنم کو اپنے سامنے پائے گا۔

اے لوگو! آگ سے بچنے کی فکر کرو۔۔ اگر ایک کھجور کا ایک آدھا حصہ بھی تمہارے پاس ہے تو اسی کو راہ خدا میں دے کر اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

صدقہ وخیرات کی بڑی اہمیت ہے قرآن پاک میں تقریباً ۱۵۰ مقامات پر اس کی تائید آئی ہے۔ صدقہ وخیرات کی سب سے بڑی اہمیت تو یہ ہے کہ اس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے جس پر عمل کرنے سے ہماری دنیا بھی سنورے گی اور آخرت بھی۔۔ صدقہ وخیرات کی دوسری بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس سے دوطرفہ فوائد حاصل ہوتے ہیں دینے والے کو بھی فائدہ اور لینے والے کا بھی بھلا۔۔ درج بالا حدیث مبارکہ سے یہ حقیقت تو واضح ہو ہی چکی ہے کہ صدقہ خیرات جہنم کی آگ سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے احادیث مبارکہ سے ہمیں صدقہ وخیرات کے دیگر فوائد بھی معلوم ہوتے ہیں: مثلاً

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ روزی طلب کرو اپنے رب سے صدقہ کے ذریعے (رواہ بیہقی)

یعنی صدقہ وخیرات سے روزی میں برکت ہوتی ہے کاروبار میں وسعت ہوتی ہے۔ آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں اللہ کے پیارے حبیب نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ کرو اس لئے کہ صدقہ دفع کرتا ہے امراض کو موذی بیماریوں کو اور زیادتی کرتا ہے تمہاری عمروں میں اور تمہاری نیکیوں میں۔

آج کل دینی کتب کے مطالعہ کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ قرآن و حدیث کے مطالعے کے لئے لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے ورنہ تو یہ وہ تعلیمات ہیں جو دنیا و آخرت میں ہمارے لئے فلاح ونجات کا ذریعہ ہیں۔

ایمان کامل اور محبت و عقیدت کے ساتھ جو بھی درج بالا حدیث کا مطالعہ کرے گا اور بلا تامل یقین کرلے گا کہ صدقہ وخیرات سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ نیکیاں بڑھتی ہیں اور بیماریاں دفع ہوتی ہے بعض لوگ اس موقعہ پر سوال کرتے ہیں کہ عمر تو لکھی جاچکی ہے اس میں کمی بیشی کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر پہلے سے لکھے جانے کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیا مطلب ہوا۔درحقیقت یہ ایک سطحی قسم کا سوال ہے اگر دینی معلومات حاصل ہوں اور بزرگوں کی صحبت میں وقت گزارا ہو تو ذہن میں ایسے سوال ہی پیدا نہ ہوں بہرحال درج بالا سوال کا جواب یہ ہے کہ جن امکانات کو ہم ذہن میں لاتے ہیں درحقیقت وہ بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص کی عمر ۴۰ سال رکھی گئی ہے تو یقیناً یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق صدقہ وخیرات کثرت سے کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق مقررہ چالیس سال کی عمر میں اضافہ فرمادے گا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ مالک کل ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم اپنی کم علمی کی بناء پر اللہ رب العزت کو کہیں تو قادر مطلق مانتے ہیں اور کہیں بالکل غیرارادی طور پر نعوذ باللہ اللہ کو قادر مطلق ماننے سے انکار کردیتے ہیں۔مثلاً یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن یہ ماننے میں پس وپیش کرتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے کو بدل بھی سکتا ہے جبکہ بدلنے کا سبب وہ ہمیں واضح طور پر بتا بھی رہا ہے مثلاً یہی کہ صدقہ دفع کرتا ہے امراض کو اور زیادتی کرتا ہے تمہاری نیکیوں میں اور اضافہ کرتا ہے تمہاری عمر میں۔

اب یہاں اللہ تعالیٰ نے سبب بیان کردیا کہ صدقہ وخیرات دینے کی وجہ سے وہ عمر میں اضافہ کرے گا۔آپ کو مجھے یا کسی کو بھی اعتراض کی گنجائش کہاں سے آگئی وہ تو ایسا قادر مطلق ہے کہ بغیر سبب بیان کئے کسی کی بھی عمر میں اضافہ کردے یا کمی کردے۔اس کے لکھنے یا قسمت بنادینے کے اختیار کو تو آپ مانتے ہیں لیکن اس لکھے کو بدل دینے اور قسمت میں تبدیلی کردینے کے اختیار کو آپ کیوں نہیں مانتے۔؟ قادر مطلق ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کا لکھنا بھی برحق اپنے لکھے کو بدلنا بھی برحق۔

وہ جب چاہے کردینے پر قادر ہے کچھ عبادات اور کچھ طور طریقے اگر اس نے ہمیں ایسے بتادیئے ہیں جن سے ہمارا مقدر بدل سکتا ہے ہمارا رزق بڑھ سکتا ہے اور ہماری عمر میں اضافہ ہوسکتا ہے تو قسم ہے اس قادر مطلق کی وہ ایسا کرسکتا ہے بلکہ ایسا کرتا ہے اور دوسری بات یہ ذہن نشین کرلیجئے کہ اس نے یہ سب کچھ بھی لکھ دیا ہے یہ علیحدہ بات ہے اس لکھے کو ہم دیکھ نہیں سکتے پڑھ نہیں سکتے۔

دیکھئے! بات ذرا دور تک چلی گئی میں صدقہ وخیرات کی اہمیت بیان کررہا تھا۔صدقہ وخیرات آنے والی بلاؤں مصیبتوں اور مصائب وآفات بھی روک دیتا ہے۔سرکار دوعالم ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

صدقہ دو کھلے طور پر بھی اور پوشیدہ طور پر بھی اس سے تمہیں اجرو ثواب ملے گا۔تعریف کئے جاؤ گے تم کو روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی۔لہٰذا ذہن نشین کرلو! کہ صدقہ وخیرات کے بڑے فوائد ہیں ہمیں صدقہ وخیرات کو اپنا معمول بنالینا چاہیئے۔یہ جو آپ میں سے بیشتر لوگ اپنے مسائل ومصائب اکثر میرے سامنے رکھتے ہیں آج میں واضح طور پر بتادوں کہ اگر صدقہ وخیرات میں کثرت کرو تو ان مصائب ومسائل سے کبھی واسطہ ہی نہ پڑے غیب سے تمہاری مدد ہوتی رہے اب آخر میں چند بنیادی باتیں اور ذہن نشین کرلو:

اول یہ کہ صدقہ وخیرات کا اگر حکم دیا گیا ہے تو یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ کس کو دو۔پیشہ ور قسم کے مصنوعی فقیروں کو نہ دو۔اپنے صدقات و خیرات کے لئے قریبی رشتہ داروں دوست احباب پڑوسی اساتذہ شاگرد اور ملازمین پر نظر ڈالو اور ان میں جو بھی مستحق ہو اس کو دو۔ قریبی عزیز پریشان حال ہوں اور آپ مدد کررہے ہوں ان لوگوں کی جو صبح سے شام تک بھیگ مانگتے پھرتے ہیں اور ہر ایک سے جھوٹ بولتے ہیں

پڑوسی بھوکا ہو اور آپ کھانا دینے جارہے ہوں دو فرلانگ دور کسی فقیر کو دوست پیسے پیسے کا محتاج ہو اور آپ کسی راہ چلتے کی مدد کر رہے ہوں یہ سب غلط ہے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینے کے لئے بھی ہمیں ایک ترتیب سے بتادیا ہے کہ کس کس کو دو بس یہ یاد رکھو کہ تمہارے عزیزوں، رشتہ داروں پڑوسیوں دوستوں اور ملازمین و متعلقین کا حق پہلے ہے بعد میں دوسروں کا حق ہے۔

دوم یہ کہ یہ ضروری نہیں کہ صدقہ وخیرات نقد رقم کی صورت میں کرو۔ باعزت باغیرت افراد اور خاندانوں کی عزت نفس مجروح نہیں کرنا چاہیے۔ بظاہر تحفے تحائف کی شکل ہو اور نیت تمہاری وہی ہو یہ بھی مناسب طریقہ ہے مثلاً آپ اپنے کسی عزیز کی یہ کیفیت دیکھ رہے ہیں کہ قلیل آمدنی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتا آپ حوصلہ افزائی کے نام پر اس کے بچوں کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر سکتے ہیں جب بھی ایسے افراد کے گھر جائیں تو ان کے بچوں کی تعلیمی ضروریات کا سامان تحفتہً لے جائیں۔ بزرگوں کے طریقے بہت ہی عمدہ ہوتے ہیں۔ کسی کے گھر گئے بچوں کو اپنے پاس بلایا۔ محبت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا کہ کیا پڑھ رہے ہو۔ وہ سنا۔ کلمے سنے۔ نماز کا طریقہ سنا شاباشی دی اور حوصلہ افزائی کے طور پر کچھ رقم دے آئے۔

سوم یہ کہ آپ کوشش یہ کیا کریں کہ آپ کے صدقہ وخیرات کا ثواب بڑھتا ہے۔ یعنی اپنے صدقہ کو صدقہ جاریہ بنادو۔ صدقہ اگر ایسی صورت میں دو جس کے ثمرات پھیلتے چلے جائیں اور ایک دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کو منتقل ہوتے چلے جائیں تو آپ کا صدقہ صدقہ جاریہ بن جائے گا۔ مثلاً کہیں پانی کی قلت ہے آپ پانی کا ایک ٹینکر ڈلوادیتے ہیں بلاشبہ اجر وثواب کے حقدار ہوں گے لیکن کچھ رقم مزید خرچ کر کے بورنگ کرادیتے ہیں یا کنواں کھدوادیتے ہیں تو جب تک یہ کنواں رہے گا لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے آپ کو ثواب ملتا رہے گا خواہ آپ اس دنیا میں رہیں یا نہ رہیں۔ آپ کا یہ صدقہ جاریہ بن جائیگا۔ اسی طرح اگر مستحق بچوں کو تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں بالخصوص دینی تعلیم کا تو یقیناً یہ بھی صدقہ جاریہ بن جائے گا لہٰذا کوشش یہ کرو کہ خلوص نیت سے صدقہ خیرات کا وہ طریقہ اختیار ہو جو ہمارے صدقات کو صدقہ جاریہ بنادے۔

چہارم یہ کہ صدقہ وخیرات کے لئے کثیر رقم یا مال لازم نہیں اپنی حیثیت کے مطابق جتنا دے سکتے ہو جیسا کہ اس گفتگو کے آغاز میں ہی حدیث سے ثابت ہے۔ یہ جملہ ایک بار پھر پڑھ لیجئے ارشاد نبوی ہے کہ اگر ایک کھجور کا آدھا حصہ بھی تمہارے پاس ہے تو اسی کو راہ خدا میں دے کر اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ بعض غریب اور متوسط طبقے کے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ ہمارے پاس ہے کیا جو ہم راہِ خدا میں دیں۔ یہ انداز فکر غلط ہے۔ جس حد تک ممکن ہے اور جو بھی دے سکتے ہو راہِ خدا میں دو۔ حتیٰ کہ اگر تم خود مستحق ہو اور تمہیں کہیں سے کچھ ملتا ہے تو اسی میں سے جو کچھ اور جتنا کچھ دے سکتے ہو دے دو۔ بالکل ہی خالی ہاتھ ہو تو دعائیں دیدو۔ حدیث مبارکہ تو یہ ہے کہ مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔

پنجم یہ کہ صدقہ وخیرات انفرادی طور پر بھی کرو اور اجتماعی طور پر بھی کرو۔ یعنی کسی ایک فرد یا کسی خاندان کی مدد کے ساتھ ایسے رفاہی و فلاحی اداروں کو بھی کچھ نہ کچھ دو تا کہ اجتماعی امداد و اعانت میں بھی تمہارا حصہ ہو جائے اجتماعی دعا اجتماعی صدقہ وخیرات اور اجتماعی نیکی کے کاموں میں ضرور حصہ لیا کرو نہ معلوم کس کی وجہ سے قبولیت کا سامان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر خاص کرم فرمائے۔ آمین

عرفانِ شریعت

مفتی الاشرف

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ نبی کریم ﷺ کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ (عبداللہ، اورنگی ٹاؤن)

جواب: مذکورہ بالا سوال کا جواب احادیث صحیحہ اور سیرت کی کتاب میں موجود ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ کے ذریعہ معاش کے سلسلے احادیث اور کتب سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی ہاشم کا پیشہ تجارت تھا۔

نبی کریم ﷺ کے آباؤاجداد بھی تجارت کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے جوانی میں قدم رکھا تو اپنے چچا جناب ابوطالب کے ہمراہ شام کا تجارتی سفر فرمایا۔ اس کے بعد اکثر آپ تجارتی سفر فرماتے رہے۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تجارت اور امانت داری سے متاثر ہوکر نکاح کا پیغام دیا۔ آپ ﷺ نے بعد نکاح بھی تجارت فرمائی۔

چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں جو اعلانِ نبوت سے قبل حضور ﷺ کی تجارت (جو ذریعہ معاش تھا) پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ نزول وحی اور اعلان نبوت سے قبل میں نے آپ ﷺ سے کچھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا۔ کچھ رقم میں نے ادا کردی اور کچھ باقی رہ گئی میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی آکر باقی رقم بھی ادا کرونگا۔ اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہیں آیا۔ تیسرے روز جب میں اس مقام پر پہنچا جہاں میں نے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ حضور علیہ السلام کو اسی جگہ منتظر پایا مگر میری وعدہ خلافی سے حضور علیہ السلام کے ماتھے پر ذرا بل نہیں آیا۔ بس صرف اتنا ہی فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں اس مقام پر تین روز سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳۴ مجتبائی)

اس طرح ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر مسلمان ہوئے اور لوگوں نے ان سے حضور ﷺ کے خلق عظیم کا تذکرہ کرنا شروع کردیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں حضور اکرم ﷺ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اعلانِ نبوت ﷺ سے پہلے آپ علیہ السلام میرے شریک تجارت تھے۔ لیکن آپ نے ہمیشہ یہ معاملہ اتنا صاف ستھرا رکھا کہ کبھی کوئی تکرار یا جھگڑے کی نوبت نہیں آئی۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۷ باب کراہیۃ المراء مجتبائی)

یہ تو اعلان نبوت سے قبل سرکار دوعالم ﷺ کے تجارتی مشاغل تھے جو حضور علیہ السلام کا ذریعہ معاش تھے۔ اعلان نبوت کے بعد ابتداء میں حضور علیہ السلام کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

کیونکہ ابتداء میں آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال سے مضاربت فرماتے تھے۔ نکاح کے بعد اسکی نفی کہیں نہیں آئی۔ اسلئے ہم اسکو اپنے حال پر باقی رکھیں گے کہ آپ اسی مال

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے مضاربت فرماتے رہے، ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین مکہ کے حالات بدل گئے اور مسلمانوں نے اکثر جنگیں لڑیں اور فتح کے نتیجے میں مالِ غنیمت سب مسلمانوں میں تقسیم ہوتا تھا اور وہ بارگاہِ رسالت میں نذرانے اور ہدیے پیش کرتے۔

چنانچہ علامہ جوزی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ میں اس عنوان پر باب باندھتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں آلِ محمد پر ایک مہینہ ایسا آتا تھا کہ اس میں روٹی نہیں پکتی تھی۔ سائل نے پوچھا۔ یاام المومنین حضور ﷺ پھر کیا کھاتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہمارے انصار پڑوسی اللہ ان کو جزا دے۔ وہ دودھ سے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کرتے تھے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۶۶۷ باب فی قبول الهدیہ مطبوعہ مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور)

۷ھ میں فتح خیبر کے بعد جو زمین غنیمت میں حاصل ہوئی۔ وہ حضور علیہ السلام کے حصے میں آئی اور باغ فدک کی آمدنی سرکار دوعالم ﷺ کے حصے میں آئی تھی۔ یہ ایک مستقل آمدنی تھی۔ اسی سے آپ ﷺ ازواجِ مطہرات کو عطا فرماتے تھے۔

(بحوالہ بخاری ۸۰۶)

سوال : مصافحہ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب : مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثواب تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اُس کے تمام گناہ (صغیرہ) گرجائیں گے جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے

ہاتھ ملانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے مصافحہ کرے۔ فقط اُنگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں

علامہ سید امین ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اور سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے بغیر کپڑا حائل کئے مصافحہ کرے یا ملاقات کے وقت سلام کے بعد (فتاویٰ شامی ج ۶ ص ۳۳۶ مطبوعہ)

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے ابنِ مبارک سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئیے اور یہی افضل طریقہ ہے۔

واہ کیا بات ہے مدینے کی

واہ کیا بات ہے مدینے کی
میرے سرکار کے قرینے کی
میرے سینے میں روشنی کردے
اے شہِ دوجہاں مدینے کی
شرف حاصل ہو جو حضوری کا
عید ہوجائے میرے جینے کی
آب کوثر کا جام کیا کہنا ؟
ہو سعادت مجھے بھی پینے کی
فیض اپنی جھولیاں میں بھرلاؤں
ہو زیارت جو پھر مدینے کی

کیا آپ جانتے ہیں؟

گذشتہ ماہ کی شخصیت

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

وہ کونسی شخصیت جن کی ولادت ماہ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔

جنھوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حضرت علامہ سید محمد معین الدین علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔

جنھوں نے صرف آٹھ سال کی عمر میں حافظ سید نبی حسین اور حافظ حفیظ اللہ سے قرآن پاک حفظ کیا۔

جنھوں نے طب کی تعلیم حضرت مولانا حکیم فضل احمد صاحب سے حاصل کی۔

جنھوں نے ۲۰ سال کی عمر میں مدرسہ امدادیہ سے درس نظامیہ کی تکمیل کی۔

جنھوں نے اکثر کتب اپنے استاد شیخ الکل حضرت علامہ سید محمد گل قادری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

جنھوں نے پہلے اپنے استاد حضرت سید محمد گل قادری سے بیعت وخلافت حاصل کی پھر قطب دوراں اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وخلافت حاصل کی۔

جنھوں نے ایک جامعہ کی بنیاد رکھی اس عظیم درسگاہ سے فارغ التحصیل علماء کی ایک قابل فخر جماعت نے مسلک حق اہلسنّت کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

وہ اپنے وقت کے بہترین حافظ قرآن، محدث، مفسر، محشی، مصنف، مناظر، مترجم، مقرر، مفتی، شاعر اور عظیم روحانی شخصیت تھے۔

جنھوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور بنارس سنی کانفرنس منعقد فرما کر علماء اہلسنّت کو سیاسی پلیٹ فارم دیا۔

جنھوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ پر حاشیہ لکھا۔

جنھوں نے کم وبیش ۲۳ یادگار کتب چھوڑیں ہیں۔

جنھوں نے کثیر تعداد میں تلامذہ علماء محدثین مفسرین کی صورت میں اہلسنّت کو عطا کئے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب قادری اشرفی، علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی تاج العلماء حضرت مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی، مفتی محمد حسین نعیمی اشرفی پیر کرم شاہ صاحب الازہری، مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی قابل ذکر ہیں۔

جنھوں نے دین اسلام اور مسلک کی اشاعت کے لئے ماہنامہ السواد الاعظم جاری کیا اہلسنّت کی اس عظیم ہستی نے سن ہجری کے مطابق ۶۷ برس کی عمر میں ۱۸ ذوالحج ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعہ ہندوستان میں وصال فرمایا۔

جن کی نماز جنازہ آپ کے شاگرد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی نے پڑھائی۔ تدفین آپ کے مدرسے کے احاطے میں ہوئی۔

اس عظیم شخصیت کا نام آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

الاشرف نیوز

سید صابر اشرف جیلانی

دورہ میر پور خاص:

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی اپنے برادر اصغر صاحبزادہ سید جمال اشرف جیلانی اسماعیل غنی اشرفی اوراسماعیل چاند اشرفی کے ہمراہ 23 دسمبر بروز جمعرات صبح ساڑھے آٹھ بجے درگاہ عالیہ اشرفیہ سے تین دن کے تبلیغی دورے پر میر پور خاص کے لیے روانہ ہوئے آپ عصر کے وقت میر پور خاص پہنچے تو آپ کے خلیفہ مفتی شریف سعیدی اشرفی اور حلقہ اشرفیہ میر پور خاص کے اراکین جن میں اعجاز اشرفی عباس اشرفی، آفتاب اشرفی، ڈاکٹر اعجاز اشرفی سمیت دیگر مریدین ومعتقدین اور مدرسہ کے طلبہ نے میر پور خاص سے باہر آکر آپ کا استقبال کیا۔ حضرت قبلہ نے مفتی شریف سعیدی اشرفی کے زیر تعمیر مدرسہ کا معائنہ کیا اس کے بعد آپ آفتاب اشرفی کے گھر تشریف لے گئے اور آپ نے یہی قیام فرمایا۔

بعد نماز مغرب جامع مسجد تاجدار مدینہ کے تعمیری کام کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے جس کا سنگ بنیاد آپ نے رکھا ہے یہ مسجد تعمیرات کے آخری مراحل میں ہے اور یہ بڑی عالیشان مسجد ہے۔ عشاء کی جماعت آپ نے تاجدار مدینہ میں پڑھائی اس کے بعد آفتاب اشرفی صاحب کے گھر تربیتی نشست او رذکر حلقہ ہوا۔

24 دسمبر بروز جمعہ: اعجاز اشرفی صاحب کی دعوت پر ان کے گھر ناشتے کے لئے تشریف لے گئے جمعہ کی امامت آپ نے مکہ مسجد میں فرمائی۔

عشاء کی نماز کی امامت آپ نے سنہری مسجد میں فرمائی اسی مسجد میں شہداء کانفرنس کا انعقاد تھا جس کا اہتمام مفتی شریف سعیدی اشرفی نے فرمایا تھا۔ اس پروگرام کی صدارت پروفیسر پیر آغا نثار جان سرہندی نے کی۔ جس کے مہمان خصوصی پیر سید شفقت شاہ جیلانی تھے ۔خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی نے فرمایا آپ نے اپنے خطاب میں امام حسین رضی اللہ عنہ اوراہل بیت کے فضائل کے موضوع پر خطاب فرمایا آپ کا خطاب ڈیڑھ گھنٹے جاری رہا اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی آخر میں حاضرین کو کھانا کھلایا۔

25 دسمبر بروز ہفتہ: آپ نے فجر کی امامت سنہری مسجد میں فرمائی نماز کے بعد تربیتی نشست ہوئی ناشتے کے بعد آٹھ بجے کراچی کے لئے روانہ ہوئے اس طرح یہ تین روزہ تبلیغی دورہ اختتام پذیر ہوا۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ ریلی:

جمعہ 31 دسمبر: تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلے میں جماعت اہلسنّت کی جانب سے ایک ریلی کا انعقاد کیا گیا جو نمائش چورنگی (نورانی چورنگی) سے عیدگاہ مسجد تک نکالی گئی درگاہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

عالیہ اشرفیہ کے سجادہ نشین فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے دیگر علماء کرام کے ساتھ اس ریلی میں شرکت فرمائی۔

مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے حوالے سے ایک محفل میمن مسجد کھوڑی گارڈن میں منعقد ہوئی جس کی صدارت امیر جماعت اہلسنّت کراچی سید شاہ تراب الحق قادری نے فرمائی صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی نے اس محفل میں شرکت فرمائی

سہ روزہ مرکزی سالانہ عرس اشرفیہ

بانی سلسلہ اشرفیہ غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کا مرکزی سالانہ عرس اشرفیہ انتہائی عقیدت واحترام سے منایا گیا سلسلہ اشرفیہ سے تعلق رکھنے والے افراد دنیا کے بیشتر ممالک میں موجود ہیں اور وہاں حضرت مخدوم سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مناتے ہیں۔ پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کے سب سے بڑے مرکز درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی کراچی میں سہ روزہ عرس مبارک کی تقاریب منعقد ہوئیں جس کی صدارت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی۔

26 محرم الحرام 2 جنوری بروز اتوار حضرت فخر المشائخ نے اپنے برادران کے ساتھ مزار شریف کو غسل دے کر عرس کی تقریبات کا آغاز کیا جس میں خانوادہ اشرفیہ کے افراد نے شرکت کی بعد نماز ظہر جامع طاہر اشرف میں قرآن خوانی ہوئی جس میں جامع طاہر اشرف کے طلباء کے علاوہ مریدین ومعتقدین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

بعد نماز عصر چادر شریف کا جلوس خلیفہ عبدالجبار اشرفی مرحوم کے صاحبزادے طاہر کمال اشرفی کی قیادت میں زبیری کالونی سے پہنچا ایک جلوس عبدالحمید اشرفی کی قیادت میں دھوراجی کالونی سے پہنچا مریدین ومعتقدین جو دور دراز علاقوں سے عرس میں شرکت کے لئے درگاہ شریف میں موجود تھے وہ تمام لوگ ان جلوس میں شامل ہوکر ایک بڑے جلوس کی صورت میں اشرف آباد میں داخل ہوئے حضرت فخر المشائخ ابوالمکرّم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی اپنے برادران اور صاحبزادگان کے ہمراہ درگاہ شریف سے باہر تشریف لاکر جلوس کا استقبال کیا۔جلوس کے شرکاء حضرت فخر المشائخ کی قیادت میں حق ھو اور اللہ ھو کی صدائیں بلند کرتے ہوئے درگاہ شریف میں داخل ہوئے۔

حضرت فخر المشائخ نے حضرت قطب ربانی سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ اور حضرت اشرف المشائخ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ کے مزارات پر چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی آخر میں آپ نے دعا فرمائی چادر پوشی اور فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد درگاہ شریف کے صحن میں حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کرائی گئی۔

رات 9:30 بجے محفل میلاد النبی ﷺ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔قرآن کریم کی تلاوت حافظ ابراہیم اشرفی نے کی اس کے بعد نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوا صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی، سید ذوالقرنین اشرف جیلانی، سید حسنین اشرف جیلانی، سید حسین اشرف جیلانی، نعمان اشرفی، ابراہیم

اشرفی اور عاطف اشرفی نے اپنے اپنے انداز میں بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔اسی دوران علماء کرام کی آمد بھی ہوتی رہی جن علماء ومشائخ اور معززین نے شرکت کی ان میں علامہ شاہدین اشرفی، مفتی محمد اسلم نعیمی، مفتی شریف سعیدی اشرفی میرپورخاص مفتی غلام غوث صابری اشرفی، شبیر ابوطالب، سید آصف صاحب اور مہمان خصوصی علامہ شبیر احمد اظہری صاحب شامل ہیں۔

خطابات:

علامہ شاہدین اشرفی نے اپنے خطاب میں عقائد اہلسنت اور نسبت بزرگان دین کے موضوع پر خطاب فرمایا آپ کے خطاب کے بعد مفتی محمد اسلم نعیمی نے صحابہ کرام کا حضور سے تعلق کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ میرپورخاص سے تشریف لائے ہوئے حضرت فخر المشائخ کے خلیفہ مفتی شریف سعیدی اشرفی نے صوفیاء کرام کے کردار کے حوالے سے مولانا روم واقعہ بیان کیا اور بزرگوں کی کرامت کا ذکر فرمایا۔صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے مخدوم سمنانی علیہ الرحمۃ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔

زینت المشائخ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے مہمان خطیب علامہ شبیر احمد اظہری کا تعارف پیش کیا اور ان کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی تو درگاہ نعرہ تکبیر ورسالت سے گونج اٹھی۔

خطیب پاکستان حضرت علامہ شبیر احمد اظہری صاحب نے فضائل اولیاء کے موضوع پر مختلف احادیث اور اقوال اولیاء سے اولیاء کرام کے درجات اور مناقب بیان فرمائے۔اس دوران صاحب عرس حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور مناقب بیان فرمائے آپ کا خطاب ڈیڑھ گھنٹے جاری رہا۔اس کے بعد حکیم سید اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام پیش کیا محفل کے اختتام پر حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے دعا فرمائی آخر میں حاضرین کو لنگر کھلایا گیا۔

27 محرم الحرام 3 جنوری بروز پیر بعد نماز ظہر خواتین کی محفل میلاد ہوئی جس میں حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی نے خطاب فرمایا۔

محفل سماع:

رات 10:00 بجے محفل سماع سے پہلے سید جمال اشرف جیلانی نے شجرہ مبارک پڑھا اس کے بعد محفل کا آغاز ہوا۔ نجم الدین اور سیف الدین قوال اور ان کے ہمنواؤں نے مختلف اردو اور فارسی کلام پیش کئے جو ایک گھنٹے تک جاری رہے۔

اس کے بعد غوث محمد ناصر قوال اور ان کے ہمنواؤں نے بھی ایک گھنٹے تک مختلف شعراء کے کلام سنائے جس سے حاضرین محظوظ ہوئے اس کے بعد سلام ہوا اور حضرت فخر المشائخ نے دعا فرمائی۔محفل کے اختتام پر حاضرین کو لنگر کھلایا گیا۔

28 محرم الحرام 4 جنوری بروز منگل بعد نماز عصر قل شریف ہوا اس کے بعد محفل سماع کا انعقاد ہوا جس میں عبداللہ نیازی قوال نے چند کلام سنائے جو مغرب کی اذان سے پہلے تک جاری رہے۔

بعد نماز مغرب ذکر حلقہ ہوا اس کے بعد حضرت فخر المشائخ نے خصوصی دعا فرمائی آپ نے عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے پاکستان کی سلامتی اور خصوصا کراچی کے حالات کی بہتری اور پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت اور نظام مصطفٰے کے نفاذ کے لئے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی اس طرح یہ سہ روزہ عظیم الشان مرکزی سالانہ عرس اشرفیہ اختتام پذیر ہوا۔

نوٹ:

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے ایصال ثواب کے لئے جن لوگوں نے تحریری طور پر لکھ کے بھیجا اس کی تعداد کچھ اس طرح سے ہیں۔

قرآن پاک 61، سورۃ یٰس 688، سورۃ ملک 402، سورۃ اخلاص 52766، سورۃ مزمل 154، سورۃ بقرہ 10، سورۃ فاتحہ 2101، سورۃ الرحمٰن 52، آیۃ الکرسی 1100، بسم اللہ شریف 1000، کلمہ طیبہ 83814، چوتھا کلمہ 3014، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم 900، درود تاج 3052، درود شریف 727100، درو مقدس 41، درود اکبر 11، درود تنجینا 41، استغفار 4900، یا باسط 125000، منزل 1 عدد۔

وفیات:

صاحبزادہ سید مصطفٰے اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید جمال اشرف جیلانی کے سسر سید سعادت علی 3 جنوری بروز پیر رات گیارہ بجے حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ان کی نماز جنازہ حضرت فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین سخی حسن قبرستان میں ہوئی اس موقع پر خانوادہ اشرفیہ کے افراد موجود تھے۔ درگاہ عالیہ اشرفیہ میں آپ کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

حضرت قطب ربانی کے مرید اور حضرت اشرف المشائخ کے خلیفہ قاضی سید عشرت علی اشرفی طویل علالت کے بعد بروز جمعرات انتقال فرما گئے ان کی نماز جنازہ حضرت فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے پڑھائی آپ کی نماز جنازہ بعد نماز ظہر عثمانیہ مسجد پہاڑ گنج میں ادا کی گئی آپ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے حضرت فخر المشائخ نے حلقہ ذکر کے بعد خصوصی دعا فرمائی

حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی اپنے برادر اصغر صاحبزادہ سید مصطفٰے اشرف جیلانی کے ہمراہ 15 جنوری بروز ہفتہ بعد نماز ظہر پنجاب اور خیبر پختونخواہ کے دورے پر روانہ ہوئے آپ اس دورے میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی عرس کی صدارت بھی فرمائیں گے۔

حضرت سرکار کلاں حضرت سید اظہار اشرف جیلانی مدظلہ العالی کے خلیفہ حضرت علامہ سید ممتاز اشرفی مدظلہ العالی کی والدہ بروز اتوار 16 جنوری کو انتقال کر گئیں ان کی نماز جنازہ گلشن بہار میں بعد نماز عصر ادا کی گئی۔ حضرت زینت المشائخ حکیم سید اشرف جیلانی نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

صلوٰۃ سلام

اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

آپ ہیں محبوب عالم — مظہر رحمت مجسم
آپ پر قرباں رہیں ہم — ورد رکھتے ہیں یہ ہردم

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

بخت گر بیدار ہوتا — خواب میں دیدار ہوتا
صدقے میں سو بار ہوتا — ان کا مجھ پر پیار ہوتا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

مر رہا ہوں میں جلا دو — شکل نورانی دکھادو
عنبریں زلفیں سنگھادو — اپنا سودائی بنادو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

ہو مرا مسکن مدینہ — واں کا بہتر ہے قرینہ
یاں عبث ہے اپنا جینا — یا غیاث العالمینَ

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

اشرفی شیدا تمہارا — کر کے دنیا سے کنارا
رکھتا ہے تم سے سہارا — لو خبر جلدی خدارا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

WWW.NAFSEISLAM.COM